جمادی الاول 1440ھ / جنوری 2019ء



وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ (القرآن)

ماہنامہ

سبیل ہدایت

لاہور

مِراۃُ القُرآن

نبی الاُمّی ﷺ بحیثیت معلّم

گاڈ پارٹیکل
یا خدائی تخلیق کا شاہکار؟

عقیدہ ختم نبوت
مختصر تعارف

ایک غیر محسوس صیہونی سازش لمحہ فکریہ!

معرکہ عین جالوت اور سلطان رکن الدین بیبرس

ہندوستان کی پہلی مسجد جو رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں تعمیر ہوئی

مسجد چیرامان پیرومل

بسنت اور گستاخیٔ رسول ﷺ!

بیکن ہاؤس ایک عفریت...؟؟

عاصمہ حدید کی قومی اسمبلی میں ہرزہ سرائی

حیرت انگیز پیشگوئیاں

یورپ پر قرآن کریم کے اثرات

یکے از مطبوعات:

بزم ندائے مسلم پاکستان




علمی کتاب خانہ

تعلیم عبادت ہے اور تعلیم سے متعلق تمام کاروبار خدمت ہے اور خدمت میں عظمت ہے اشاعتی دنیا کا درخشاں ستارہ ادارہ علمی کتاب خانہ کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے یہ ادارہ 1947 میں قائم ہوا اور آج بھی آپ کی خدمت میں کوشاں ہے۔ علمی کتاب خانہ کی تمام تر مطبوعات نہایت تعلیم یافتہ اور تجربہ کار ماہرین تعلیم و اساتذہ کی شبانہ روز محنت اور تجربے کا نچوڑ ہیں۔ یہ سب اپنی اشاعت اور نفس مضمون کے لحاظ سے جدید تعلیمی اور قومی تقاضوں کے عین مطابق تیار کی گئی ہیں اور اب تک لاکھوں طالب علم ہماری طبا شدہ کتب سے فائدہ اٹھا چکے ہیں اور اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔

علمی کتاب خانہ کی مطبوعات

F.A - F.Sc. - B.A - B.Sc.B.Sc.(Hon) B.S-4 Year
M.A (Urdu) M.Sc (Economics) M.A (Pol, Sc)
M.Sc(Mathematics) M.A(Islamiat)
M.A(History)L.L.B Books,Guides also available

ایم اے اردو سال
اوّل ودوئم کے ہر پرچہ پر
علیحدہ گائیڈز بطرز سوالاً جواباً

ایم اے اسلامیات کیلئے
سال اوّل اور دوئم تمام
پرچہ جات پر علیحدہ کتب

ایم اے اردو کیلئے گائیڈز
تمام پرچہ جات پر مشتمل
(یک جلد) سال اوّل ودوئم

ایم اے اسلامیات کیلئے گائیڈز
تمام پرچہ جات پر مشتمل
(یک جلد) سال اوّل ودوئم

ایم ایس سی اکنامکس کیلئے
سال اوّل ودوئم کیلئے کتب

ایم اے سیاسیات کیلئے
تمام پرچہ جات پر مشتمل
(یک جلد) گائیڈز سال اوّل ودوئم

ایم اے سیاسیات سال i&ii
کیلئے علیحدہ پرچہ جات پر کتب

علمی ڈکشنری آف لاء،
(انگلش ٹو انگلش اینڈ اُردو)
وکلاء اور لاء کے طلباء کیلئے

ایک منفرد لُغت جس میں تعلیم
(Education) سے متعلقہ
الفاظ کا ذخیرہ موجود ہے

جامع لغت علم التعلیم
(اردو ایڈیشن)
(از مقبول احمد)

علمی ڈکشنری آف ایجوکیشن
(انگلش ٹو انگلش)

ایم ایس سی میتھمیٹکس پر کتب

علمی بک ہاؤس
چوک اردو بازار لاہور

علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ، اردو بازار لاہور 54000
فون: 042-37353510,37248129, 042-37234009,37324718

21ویں صدی کی جدید ترین صیہونی سازش

آج کے مسلمانوں میں گروہ بندی اور فرقہ واریت ایک نئے رجحان میں داخل ہوگئی ہے ایک جانب عوام میں، شیعہ سنی، بریلوی، دیوبندی کا جھگڑا اور ان سے ذرا آگے خواص میں ملائیت، این جی اوز کی سرد جنگ اور دوسری جانب اپوزیشن اور حکومت کے درمیان کھینچا تانی سے اسلام کا دامن تار تار ہو رہا ہے۔ ان سب حالات کو دیکھیں تو یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ یہ وہی صورت حال ہے، جو صدیوں قبل یورپ میں مذہب اور نظریہ ارتقاء کے درمیان کلیسا اور تحریک احیائے علوم کے فکری تصادم سے پیدا ہوئی اور اس کا فائدہ ''عالمی صیہونی تحریک'' نے اٹھایا۔ جس کے نتیجے میں مذہب کو معاشیات اجتماعیات اور سیاست سے الگ کیا لیکن بعض شخصی معاملات میں مذہبی ضابطوں کو اپنانے کا نظریہ ایجاد کر کے مسیحی قوم میں لادینیت (Secularism) کو جنم دیا۔

اب بھی صورت حال کچھ ایسی ہی ہے۔ کہ لادینیت (Secularim) نام نہاد عالمی دہشت گردی کے خاتمے کی آڑ میں دین اسلام کو کلیسائی طرز کا لبادہ اُڑھا کر دنیا کے سامنے پیش کر دیا گیا اور دنیا کو یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ دین اسلام بھی کلیسائی مفہوم ہی کی طرح کا ملائیت والا مذہب ہے۔ جو انتہا پسندی کی حدود کو پار کرتا ہے۔ چنانچہ عالمی امن کے قیام کیلئے یہ ضروری ہے کہ اسلامی، دینی و مذہبی روح کو مسیحیت کی طرح ریاستی حکومت (نظام سلطنت) سے بے دخل کر دیا جائے تا کہ دین اسلام بھی مساجد تک محدود ہو کر رہ جائے۔

نائن الیون کے واقعات کی آڑ میں'' عالمی صیہونی تحریک'' اسلام کو بدنام کرنے کی تمام تر کوششیں جاری رکھے ہوئے ہے اور انسانی معاشری سے اسلامی روح کو بے دخل کرنے کی مذموم سازش کر رہی ہے۔

روح کے خاتمے سے اسلام پر تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کیونکہ اسلام تو اسی جگہ موجود ہوگا۔ جہاں اسلامی روح ہوگی۔ لیکن مسلم معاشرہ اسے برائے نام ساتھ چمٹائے ہوئے ہے۔ یہ بات بالکل ایسے ہے۔ کہ جیسے روح کے بغیر جسم، جو مردہ ہے اور دنیا کیلئے ایک بیکار شے ہے اور یہ ہی خود فریبی کی انتہا ہے۔ جس میں آجکل ہم مبتلا ہیں۔ اگر ہمارے ارباب حل وعقد چاہے سرکاری ہوں یا غیر سرکاری یا دین کے ٹھیکیدار اب بھی نہ سنبھل پائے اور حرص وہوس کی (باقی صفحہ نمبر 28 پر)

وَاللّٰہُ یَقُولُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ (الاحزاب)
اور اللہ سچی بات کہتا ہے اور وہ ہدایت دیتا سیدھی راہ پر چلنے کی

ماہنامہ سبیل ہدایت لاہور

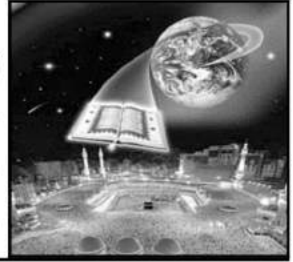
سکولوں، کالجوں اور پبلک لائبریریز کیلئے حکومت پنجاب سے منظور شدہ — رکن: کونسل آف جرائد اہلسنت پاکستان

جلد 29 | جمادی الاول 1440ھ / جنوری 2019ء | شمارہ 1

پبلشر: سید قمر احمد سبزواری — پرنٹرز: اسکارٹ پرنٹرز ہسپتال روڈ لاہور — مقام اشاعت: ۸/۳ بی ون ٹاؤن شپ لاہور

زر تعاون: فی پرچہ 50 روپے — طلباء وطالبات: 300 روپے سالانہ — سالانہ: 500 روپے بیرون ملک 20 ڈالر

دفتر رابطہ: بزم ندائے مسلم پاکستان
۸/۳ بی ون ٹاؤن شپ لاہور پوسٹ کوڈ: 54770
0304-4710601/0320-4668118
sabeelh@gmail.com



فرمان ربّ العالمین ﷺ

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

ترجمہ: بیشک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔ (اے لوگو!) وہ تمہارے لئے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزومند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لئے نہایت (ہی) شفیق بے حد رحم فرمانے والے ہیں (سورۃ التوبۃ: 9، آیت: 128)

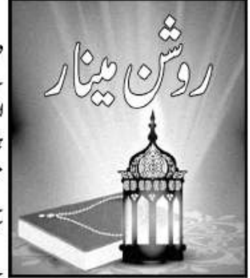


فرمان رحمۃ اللعالمین ﷺ

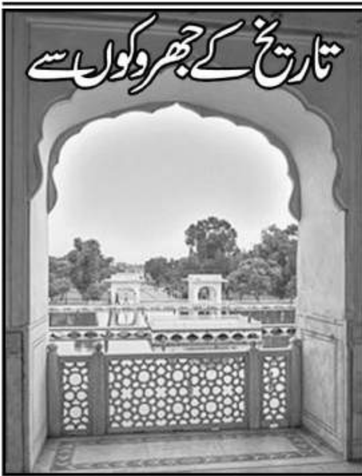
عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما قال:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (إن من خياركم أحسنكم أخلاقا) متفق عليه.

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کے اخلاق سب سے عمدہ ہوں۔" (بخاری و مسلم)



ایک دن حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اپنے باغ میں درختوں کو پانی دے رہے تھے کہ ادھر سے مشہور بزرگ حضرت ابراہیم قندوزی کا گزر ہوا۔ آپ نے بزرگ کو دیکھا تو دوڑتے ہوئے گئے اور حضرت ابراہیم قندوزی کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ حضرت ابراہیم قندوزی ایک نوجوان کے اس جوشِ عقیدت سے بہت متاثر ہوئے۔ انہوں نے کمال شفقت سے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور چند دعائیہ کلمات کہہ کر آگے جانے لگے تو آپ نے حضرت ابراہیم قندوزی کا دامن تھام لیا۔ حضرت ابراہیم نے محبت بھرے لہجے میں پوچھا اے نوجوان! "آپ کیا چاہتے ہیں؟" حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے عرض کی کہ آپ چند لمحے اور میرے باغ میں قیام فرمائیں۔ کون جانتا ہے کہ یہ سعادت مجھے دوبارہ نصیب ہوتی ہے کہ نہیں۔ آپ کا لہجہ اس قدر عقیدت مندانہ تھا کہ حضرت ابراہیم سے انکار نہ ہو سکا اور آپ باغ میں بیٹھ گئے۔ پھر چند لمحوں بعد انگوروں سے بھرے ہوئے دو طباق لئے آپ حضرت ابراہیم کے سامنے رکھ دیئے اور خود دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ اس نوعمری میں سعادت مندی اور عقیدت مندی کا بے مثال مظاہرہ دیکھ کر حضرت ابراہیم حیران تھے۔ انہوں نے چند انگور اٹھا کر کھا لئے۔ حضرت ابراہیم کے اس عمل سے آپ کے چہرے پر خوشی کا رنگ ابھر آیا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابراہیم قندوزی نے فرمایا۔ معین الدین بیٹھ جاؤ! آپ دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔ فرزند! تم نے ایک فقیر کی خوب مہمان نوازی کی ہے۔ یہ سرسبز شاداب درخت، یہ لذیذ پھل یہ ملکیت اور جائیداد سب کچھ فنا ہو جانے والا ہے۔ آج اگر یہاں بہار کا دور دورہ ہے تو کل یہاں خزاں بھی آئے گی۔ یہی گردش روز و شب ہے اور یہی نظامِ قدرت بھی۔ تیرا یہ باغ وقت کی تیز آندھیوں میں اجڑ جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ تجھے ایک اور باغ عطا فرمائے گا۔ جس کے درخت قیامت تک گرم ہواؤں سے محفوظ رہیں گے۔ ان درختوں میں لگے پھلوں کا ذائقہ جو ایک بار چکھ لے گا پھر وہ دنیا کی کسی نعمت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا۔ حضرت ابراہیم قندوزی نے اپنے پیرہن میں ہاتھ ڈال کر جیب سے روٹی کا ایک خشک ٹکڑا نکال کر حضرت خواجہ کی طرف بڑھا دیا اور فرمایا وہ تیری مہمان نوازی تھی یہ فقیر کی دعوت ہے۔ یہ کہہ کر خشک روٹی کا وہ ٹکڑا حضرت معین الدین چشتی کے منہ میں ڈال دیا۔ پھر باغ سے نکل کر اپنی منزل کی جانب تیزی سے چل دیئے۔ حضرت ابراہیم کی دی ہوئی روٹی کا ٹکڑا اس قدر سخت اور خشک تھا کہ اس کا چبانا دشوار تھا۔ مگر آپ نے ایک بزرگ کا تحفہ سمجھ کر وہ روٹی کا ٹکڑا کھا لیا۔ اس ٹکڑے کا حلق سے نیچے اترنا ہی تھا کہ حضرت معین الدین چشتی کی دنیا ہی بدل گئی۔ آپ کو یوں محسوس ہونے لگا جیسے کائنات کی ہر شے فضول ہے۔ دوسرے ہی دن آپ نے اپنی چکی اور باغ فروخت کر دیا۔ سبحان اللہ......!



علامہ اقبالؒ، سکھ کا قبولِ اسلام اور انسان کی پناہ

علامہ اقبالؒ کے بھتیجے شیخ اعجاز احمد چونیاں میں سب جج کے عہدے پر مامور تھے۔ وہاں ایک گیانی سکھ تھا۔ جس کی تقریر کی بڑی دھوم تھی، بڑا جادو بیان تھا۔ شیخ صاحب بھی اس کی تقریر سننے کے شوق میں گاہے بگاہے سکھوں کے گوردوارے جایا کرتے تھے۔ بیدی خاندان کا یہ گرنتھی انارکلی گوردوارہ میں بھی رہ چکا تھا اور بڑے کھلے دل سے گفتگو کرتا تھا۔ ایک دن وہ شیخ صاحب کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ: "میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ مجھے ڈاکٹر اقبال کی خدمت میں لے چلیے۔" موسم گرما کی تعطیلات ختم ہوتے ہی شیخ اعجاز احمد اس سکھ مقرر کو اپنے ہمراہ لے کر لاہور آئے اور علامہ اقبالؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سکھ نے پہلے اپنے مشرف بہ اسلام ہونے کا ارادہ ظاہر کیا...... پھر بولا کہ "میرے بہت سے بال بچے ہیں، خرچ زیادہ، آمدنی کم ہے کیا اچھا ہو کہ مسلمان ہونے کے بعد میری مالی امداد کی بھی کوئی صورت نکل آئے۔" علامہ اقبال اس گیانی سکھ کی زبان سے مالی امداد کا ذکر سن کر متاثر بلکہ متاسف ہوئے، انہوں نے فرمایا...... "اول تو مسلمانوں کے پاس ایسا کوئی ادارہ نہیں ہے، جہاں سے نومسلموں اور ضرورت مندوں کی مالی امداد کی جاتی ہو، دوسرے مسلمان ہونے کیلئے مالی امداد کی شرط...... یہ بات کسی طرح پسندیدہ نہیں۔" اس کے بعد علامہ اقبال نے ایک واقعہ سنایا کہ میرے والد ضلع گوجرانوالہ میں ایک بزرگ سے ملنے گئے۔ یہ بزرگ گاؤں سے باہر چارپائی پر بیٹھے چند صاحبوں سے باتیں کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک جنگلی خرگوش جس کے پیچھے کتے لگے ہوئے تھے بھاگتا ہوا ادھر آیا اور چارپائی کے نیچے بیٹھ گیا، اس خرگوش کا جو کتے تعاقب کر رہے تھے وہ چارپائی پر آدمیوں کو بیٹھا دیکھ کر ٹھہر گئے، بلکہ یوں کہیے ٹھٹھک کر رہ گئے۔ وہ بزرگ یہ منظر دیکھ رہے تھے، انہوں نے خرگوش کو مخاطب کر کے فرمایا: "اے عقلمند! پناہ بھی لی تو انسان کی!" علامہ اقبال یہ واقعہ سنا رہے تھے اور ان کا چہرہ تمتما تا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ ان پر رقت طاری ہو گئی۔ انہوں نے صوفے پر اپنی ٹھوڑی رکھ دی اور زار و قطار رونے لگے۔ ان کی آنکھوں کے آنسو جو ابھی تک چھلک رہے تھے، اب موتیوں کی طرح ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے۔ گیانی حکیم نے اس حکیمانہ مثال کو کچھ سمجھا، کچھ نہ سمجھا خاموشی کے ساتھ چلا گیا۔



جالوت اور داؤد علیہ السلام میں جنگ

آیت الھم تر الی الملا سے لے کر واللہ واسع علیم (پارہ سورۃ البقرہ 247-246)

ترجمہ: اے محبوب (ﷺ) کیا آپ نے نہ دیکھا بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد ہوا جب اپنے ایک پیغمبر سے بولے ہمارے لیے کھڑا کر دو ایک بادشاہ کہ ہم اللہ کی راہ میں لڑیں نبیؑ نے فرمایا کیا تمہارے انداز ایسے ہیں کہ تم پر جہاد فرض کیا جائے تو پھر نہ کرو! بولے ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں حالانکہ ہم نکالے گئے ہیں اپنے وطن اور اپنی اولاد سے تو پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا (تو) منہ پھیر گئے مگر ان میں سے تھوڑے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا بیشک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔ بولے اسے ہم پر بادشاہی کیوں کر ہوگی اور ہم اس سے زیادہ سلطنت کے مستحق ہیں اور اسے مال میں بھی وسعت نہیں دی گئی۔ فرمایا! اسے اللہ نے تم پر چن لیا اور اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ دی اور اللہ اپنا ملک جس چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

شان نزول: موسیٰ علیہ السلام کے بعد جب بنی اسرائیل کے افراد کی حالت روز بروز بد سے بدتر ہوتی گئی اور انہوں نے ان وعدوں کو بھلا دیا جو رب العزت سے کئے تھے اس طرح بت پرستی ،سرکشی اور بداعمالی جب اپنی انتہا تک چلی گئی تو اللہ کریم نے ان نافرمانوں پر قوم جالوت کو مسلط کر دیا اس قوم کو (عمالقہ) بھی کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جالوت عملیق بن عاد کی اولاد میں سے تھا جو نہایت جابر ظالم سخت المزاج بادشاہ تھا اس کی قوم کے بیشتر افراد مصر، فلسطین کے درمیان واقع بحر روم کے ساحل کے ساتھ ساتھ آباد تھے جالوتی قوم نے بنی اسرائیل کے کئی شہروں پر اپنا قبضہ جما لیا اور ان لوگوں کو گرفتار کر کے ان پر سختیاں کرنے لگے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب بنی اسرائیل میں کوئی بھی نبی موجود نہ تھا۔ خاندان بنوت سے ایک حاملہ خاتون باقی تھی جب اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو اس کا نام شمویل رکھا گیا۔ گھر والوں نے توریت کا علم حاصل کرنے کیلئے شمویل بیت القدس میں ایک عمر رسیدہ عالم کے پاس بھیج دیا اس عالم نے اس بچہ سے بڑا پیار کیا اسے شفقت پدری اور علم سکھانے میں خصوصی توجہ دی جب شمویل جوان ہوئے تو ایک شب آپ اپنے استاد کے قریب موجود تھے کہ جبرائیل علیہ السلام نے اُس عالم جیسی آواز میں یا شمویل کہا انہوں نے آواز سنی اور فوراً اٹھ کر استاد مکرم کے پاس پہنچے کہا آپ نے مجھے یاد فرمایا استاد نے کہا بیٹا نہیں جاؤ اور جا کر سو جاؤ جبرائیل علیہ السلام نے دوبارہ اسی آواز میں یا شمویل کہا وہ پھر استاد کے پاس گئے استاد نے کہا اے فرزند عزیز! اب اگر میں تم کو پھر پکاروں تو تم جواب نہ دینا تیسری مرتبہ جبرائیل علیہ السلام اپنی اصلی صورت میں ان کے سامنے آ گئے اور یہ بشارت دی کہ اللہ کریم نے آپ کو نبوت کا منصب اعلیٰ عطا فرمایا ہے۔ لہذا آپ اپنی قوم کی طرف جائیں اور ان کو احکام الٰہی پہنچائیں۔ جب آپ اپنی قوم کی طرف گئے تو لوگوں نے ان مذاق اُڑایا اور کہا کل تک تو آپ ایک عام انسان تھے مگر اتنی جلدی نبی کیسے بن گئے اچھا اگر آپ نبی ہیں تو ہمارے لیے ایک بادشاہ پیدا کر دیں کہ قوم جالوت نے ہماری قوم کو گھروں سے بے دخل کر دیا ہے انہوں نے ان کی اولادوں کو قتل کیا۔ 440 شاہی خاندان کے افراد کو گرفتار کیا جب حالت یہاں تک آن پہنچی تو اب ہمیں جہاد سے کون سی چیز منع کر سکتی ہے تب اللہ کے نبی کی دعا سے ان کی درخواست منظور کر لی گئی اور ان کے لیے ایک بادشاہ مقرر فرمایا۔ طالوت بنیامین بن یعقوب کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کا نام لمبا قد ہونے کی وجہ طالوت پڑ گیا، شمویل کو اللہ کی طرف سے ایک عصا ملا تھا اور یہ بتایا گیا تھا کہ قوم کا جو بادشاہ ہوگا اس کا قد بھی اسی عصا کے برابر ہوگا چنانچہ جب طالوت کا قد پیمائش کیا گیا تو اسی عطا کے برابر تھا فرمایا میں تمہیں بحکم الٰہی بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کرتا ہوں اور قوم سے فرمایا کہ اللہ کریم نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا بھیجا ہے۔ بنی اسرائیل کے سرخیل اور سرداروں نے اپنے نبی شمویل سے کہا کہ نبوت تو لاوی بن یعقوب کی اولاد میں چلی آتی ہے اور سلطنت یہود بن یعقوب کی نسل میں ہیں جبکہ طالوت ان دونوں خاندانوں میں سے نہیں ہیں تو بھلا ہمارے بادشاہ کیسے بن گئے۔ وہ غریب آدمی ہیں جبکہ کسی بھی بادشاہ کا امیر وکبیر اور صاحب مال وزر ہونا لازمی ہے اس کے برعکس طالوت علم وقوت سلطنت کے لیے بڑے معین اور درست تھے اور بنی اسرائیل کے علماء وفصحا سے زیادہ بصارت وبصیرت وعلم رکھتے تھے بلکہ جسمانی طور پر توانا تھے ۔وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم (یعنی اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ تھی) اس میں وارثت کا کوئی عمل دخل نہیں ہے وہ جسے

چاہے غنی فرمادے اس کے بعد بنی اسرائیل نے شموئیل علیہ السلام سے عرض کیا اگر اللہ نے انہیں سلطنت کے لیے چن لیا ہے تو اس کی نشانی کیا ہے؟

تابوت سکینہ

یہ صندوق/تابوت شمشاد کی لکڑی سے تیار کیا گیا تھا جس کی پیمائش 3x2 ہاتھ تھی اس کو اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا اس کی کمال یہ تھا کہ اس میں تمام انبیاء کرامؑ کے مکانات اوران کی ان کی تصویریں موجود تھیں حضور علیہ الصلوۃ السلام کی تصویر اور آستانہ نبوی کی تصویر ایک سرخ یاقوت میں مزین تھی جس میں حضور ﷺ کو صلوۃ کی حالت میں قیام کرتے دکھا گیا ہے اور آپ ﷺ کے اردگرد جماعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تصویریں تھیں یہ تابوت نسل در نسل چلتا ہوا موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا آپ اس میں توریت اور دیگر مخصوص سامان رکھتے تھے مثلاً عصاء کپڑے چپل، برادر ہارون کا عمامہ، عصا اور من (کھانا) جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا موسیٰ علیہ السلام جنگ کے موقع پر اس تابوت کو ہمراہ رکھتے تھے اس سے بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین رہتی جب ان کو کوئی مشکل پیش آتی تو اس کو سامنے رکھ کر دعائیں مانگتے اور کامیاب ہوجاتے۔ اس کی برکت سے دشمن پر غالب آجاتے پھر جب ان لوگوں کی حالت خراب ہوئی اور قوم بداعمالی کی حدیں پھیلانگ گئی تو رب العزت نے ان پر قوم عمالقہ (جالوت) کو مسلط کردیا اور وہ ان سے یہ صندوق چھین کر لے گئے انہوں نے اس کی اتنی بے حرمتی اور ناقدری کی اس کو گندی جگہوں پر پھینک دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ مختلف دباؤں بلاؤں اور امراض میں مبتلا ہوگئے ان کی تقریباً 5 بستیاں ہلاک ہوگئیں جس سے باقی لوگوں کو یقین ہوگیا کہ اس صندوق کی بے ادبی ان کی بربادی کا باعث بنی۔ چنانچہ انہوں نے صندوق کو ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو ایک طرف کھلا چھوڑ دیا فرشتے اس کو بنی اسرائیل کے سامنے طالوت کے پاس لائے گویا اس صندوق کا آنا بنی اسرائیل کے لیے طالوت کی بادشاہت کے اعتراف کی دلیل تھی بنی اسرائیل یہ دیکھ کر طالوت کے بادشاہ ہونے کے اقراری ہوگئے اور خود کو جہاد پر آمادہ کرلیا کیونکہ صندوق پاکر انہیں اپنی فتح کا مکمل یقین ہوگیا تھا طالوت نے بنی اسرائیل میں 70 ہزار نوجوان منتخب کیے جن میں داؤد علیہ السلام بھی تھے یہ لشکر جرار بیت المقدس سے روانہ ہوا سخت گرمی کو موسم تھا ہر طرف آگ برس رہی تھی۔ داؤد علیہ السلام کے والد ایشاء طالوت کے لشکر میں تھے اوران کے ہمراہ تمام فرزند بھی تھے۔ داؤد علیہ السلام ان میں سب سے چھوٹے تھے جب جالوت نے بنی اسرائیل سے مقابلہ طلب کیا تو وہ اس کی قوت وجسامت دیکھ کر مرعوب اور خوفزدہ ہوگئے کیونکہ وہ بڑا جابر شہ زور اور قومی الجسۃ تھا طالوت نے اپنے لشکر میں یہ اعلان کیا کہ جو فوجی جالوت کو ہلاک کرے گا وہ اس بہادر کو اپنا داماد بنائے گا اور 12 حصہ سلطنت بھی اس کے نام کرے گا۔ اس اعلان کے باوجود لشکر میں خاموشی رہی طالوت نے شموئیل علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائیں جب انہوں نے دعا مانگی تو منجانب ربی یہ واضح کیا گیا کہ داؤد علیہ السلام جالوت کو ہلاک کریں گے طالوت نے عرض کی اگر آپ جالوت کو قتل کردیں تو میں اپنی بیٹی آپ کے نکاح میں دے دوں گا اور نصف سلطنت آپ کے نام کردوں گا چنانچہ یہ پیشکش قبول کرکے داؤد علیہ السلام جالوت کی طرف بڑھنے لگے جب دونوں کا آمنا سامنا ہوا تو داؤد علیہ السلام کو دیکھ کر دیوہیکل جالوت خوفزدہ ہوگیا مگر اپنی کمزوری چھپانے کے لیے بڑے جاہ وجلال سے بات چیت کرتا رہا گویا وہ اپنی طاقت وشخصیت سے داوؤ علیہ السلام کو متاثر کرنا چاہتا ہے۔ داؤد علیہ السلام نے فلاخن میں ایک پتھر رکھ کر (جیسے بندوق میں گولی رکھی جاتی ہے) پوری طاقت سے نشانہ باندھ کر اس کی پیشانی پر مارا یہ اتنا درست لگا کہ پیشانی کی پچھلی طرف سے جانکلا جالوت آناً فاناً تڑپ کر نیچے گرا اور مرگیا۔ داؤد علیہ السلام نے اس کی لاش کو اٹھایا اور لاکر طالوت کے روبرو رکھ دیا یہ دیکھ کر بنی اسرائیل کے افراد کے خوشی کی لہر دوڑ گئی طالوت نے وعدہ کے مطابق سلطنت کا نصف حصہ دے کر داؤد علیہ السلام کو اپنی بیٹی کا شوہر بنادیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

گزشتہ دنوں ہفت روزہ "قلم" آزاد کشمیر کے چیف ایڈیٹر محترم محمد اسحاق نقوی کی اہلیہ، سبیل ہدایت کے ایک قاری اور النصر فاؤنڈیشن کے صدر ڈاکٹر کاشف، اور یوتھ فورم فار کشمیر کے چیئرمین طارق غوری کی خوش دامن داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ ادارہ مرحومین کیلئے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ان کی بلندی درجات اور لواحقین کیلئے صبر جمیل کی دعا کرتا ہے۔ قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

گاڈ پارٹیکل یا خدائی تخلیق کا شاہکار؟

مولانا انیس الرحمن ندوی*

4 جولائی 2012 کو یوروپین آرگنائیزیشن فار نیوکلیئر ریسرچ سرن CERN نے جنیوا (سویٹزرلینڈ) میں ایک اہم سائنسی انکشاف کا اعلان کیا جسے پوری سائنسی تاریخ کی ایک اہم ترین دریافت کے روپ میں دیکھا جارہا ہے۔ ماہرین طبیعیات کے مطابق انہوں نے ایک ذیلی ایٹمی ذرہ sub-atomic particle کو دریافت کرنے میں کامیابی حاصل کرلی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ دریافت اتنی اہم ہے کہ اس کی مدد سے ہماری کائنات کی تخلیق، اس کے رازوں اور اس کی لاینحل گتھیوں کو سلجھانے میں بے انتہاء مدد ملے گی۔ یہ دریافت کائناتی رازوں کے افشا کے لئے ایک کنجی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس دریافت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اس کو بروئے کار لانے کے لئے نصف صدی سے زائد کے وقفہ پر محیط چھ ہزار سائنسدانوں کی محنت اور 10 ارب ڈالر کا صرف ہوئے۔

ہگس بوسن کی ماہیت اور اس کی اہمیت

اس تحقیق کی تمام تفصیلات گو ابھی پوری طرح منظر عام پر نہیں آئی ہیں۔ بلکہ اس سلسلے میں سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ انہیں اس بات کا اندازہ تو ہے کہ انہوں نے ایک اہم کائناتی حقیقت کو کھوج نکالا ہے مگر وہ اس دریافت کی مکمل ماہیت سے اب بھی ناواقف ہیں۔ سائنسدانوں کے مطابق بوسن ایک ذیلی ایٹمی ذرہ ہے جو کائنات کے تمام اقسام کے مادوں کو ان کی ظاہری کمیت، حجم، جسامت اور اشکال عطا کرتا ہے۔ دراصل ایٹم جو کائناتی مادہ کی عمارتی اکائی building block ہے یہ ذرہ اس کا ذیلی حصہ ہے اور اس میں موجود دوسرے ذیلی ذرات sub-atomic particles الیکٹرون، پروٹون اور نیوٹران کی تشکیل کرتا ہے، انہیں کمیت عطا کرتا ہے اور انہیں وہ طاقت فراہم کرتا ہے جس سے ہماری یہ عظیم الشان کائنات رواں دواں ہے۔ اس جوہری اور بنیادی ذرے کے بغیر ہماری اس کائنات کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

سائنسدانوں کا ماننا ہے کہ اس انکشاف سے ہماری کائنات میں موجود غیر منتہی توانائی کو کھوج نکالا جاسکتا ہے، کائنات کے بے شمار رازوں کو فاش کیا جاسکتا ہے، انسان کے نقطہ آغاز کے متعلق معلومات فراہم ہوسکتی ہیں اور سب سے بڑھ کر خود ہماری کائنات جو کہ اب بھی ایک معمہ بنی ہوئی ہے اس کی تفہیم میں اس کے ذریعہ بے انتہاء آسانی پیدا ہوسکتی ہے۔

مذہبی حلقوں میں ہلچل

ہگس بوسن کے اس انکشاف سے جہاں سائنسی دنیا ایک انقلابی دور سے گزر رہی ہے وہیں اس نے نظریاتی میدان میں بھی ہلچل پیدا کردی ہے۔ لہذا اس انکشاف کے تعلق سے اخبارات ومجلات میں مذہب کی حمایت اور مخالفت میں دونوں قسم کے مضامین منظر عام پر آرہے ہیں۔ لہذا ہگس بوسن Higgs Boson کی اسقدر اہمیت کے پیش نظر بعض حلقوں میں اسے 'خدا' کا مترادف یا نفس 'خدا' سے تعبیر کیا گیا۔ گویا کہ خدا دریافت ہوچکا ہے اور اسے گاڈ پارٹیکل" خدائی ذرہ" سے بھی موسوم کیا گیا۔ بعض کا گمان ہے کہ اس بے انتہاء اہم دریافت سے ایک نئے مذہب کی بنیاد پڑسکتی ہے۔ جبکہ کائنات کے ہر ذرہ میں پائے جانے والے اس اہم ذیلی ایٹمی ذرہ کو بعض ہندو مذہبی حلقوں میں اس ہندوانہ عقیدہ کی تائید وتصدیق کے روپ میں دیکھا جارہا ہے جس کے مطابق خدا کائنات کی ہر شئے میں موجود ہے۔ امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کے ایک مضمون نگار رِک ونگرو نے واشنگٹن پوسٹ کے 11 جولائی، 2012 کے شمارے میں ایک مضمون بعنوان "گاڈ پارٹیکل کا انکشاف خرافات پر سائنس کی فتح" رقم کیا ہے جس میں اس انکشاف کی آڑ میں مذہب کا مذاق اڑاتے ہوئے الٹے پلٹے طریقہ سے اس کے بانیوں اور اس کے متبعین پر جہالت اور معاشرتی ناروی کے الزامات تک عائد کئے ہیں۔

ظاہر ہے اس نئی اور اہم تحقیق سے متعلق یہ تمام نقطہ ہائے نظر اس اہم تحقیق کو ایک غلط رُخ دینے کی کوششیں ہیں، جو کسی بھی طرح درست قرار نہیں دی جاسکتیں۔ اس ذیلی ایٹمی ذرہ کو "گاڈ پارٹیکل" کا نام میڈیا اور اخبارات کے ذریعہ زبان زد عام وخواص کیا گیا، ورنہ سائنسی حلقوں اور بالخصوص سائنسدانوں کی وہ جماعت جو اس تحقیق سے وابستہ ہے وہ بھی اس دعوے سے خود کو دور رکھے ہوئے ہے۔ پروفیسر پیٹر ہگس Prof. Peter Higgs (پ 1929ء) جو اس تحقیق کے سربراہ ہیں اور ان کے نام سے یہ ذرہ جزوی طور پر منسوب کیا گیا ہے وہ بھی اس تسمیہ کے خلاف ہیں۔ اور انہوں نے اس سے غلط فہمی کے پھیلنے کا اندیشہ بھی ظاہر کیا ہے۔

بہرحال، یہ کوششیں سائنسی حلقوں سے کی گئی ہوں یا میڈیا اور عوامی حلقوں سے، ذیلی ایٹمی ذرہ کو خدائی ذرہ کا نام دینا مادہ کو خدا کا درجہ دینے کے مترادف ہے، جو مادہ پرستی materialism سے کوئی مختلف چیز نہیں ہے۔ بلکہ مادہ پرستی کو نئے قالب میں ڈھالنے کی ایک اور کوشش ہے۔ اگر بات ایسی ہی ہے تو پھر دنیا کی ہر شئ اور ہر انسان قابل پرستش اور لائق عبادت ہے۔ سائنسی نقطہ نظر

سے ایسا کوئی بھی نظریہ اس لئے بھی ناقابل قبول قرار پائے گا کیونکہ جدید سائنس نے یہ حقیقت بھی بخوبی منکشف کردی ہے کہ ہماری کائنات میں پایا جانے والا ہر قسم کا مادہ اس کی اہمیت سے صرفِ نظر قابل فنا ہے۔ لہذا جو چیز خود فانی ہو وہ لافانی کیسے ہو سکتی ہے؟ نقیضین کا یہ اجتماع سائنسی اور عقلی دونوں اعتبارات سے محال ہے۔

خدا کی ماہیت: اسلامی نقطہء نظر سے

اس کے برخلاف اسلام نے خدا اور خالق کائنات کا جو تصور پیش کیا ہے وہ صاف وشفاف ہونے کے ساتھ ساتھ جدید سائنسی تحقیقات وتصورات کے عین مطابق بھی ہے۔ لہذا قرآن مجید میں خالق کائنات کی ذات وماہیت کے متعلق دو قسم کے بیانات وارد ہوئے ہیں۔

پہلے بیان کے مطابق خدا کا چہرہ (قصص: ۸۸، بقرہ: ۱۱۵)، خدا کے ہاتھ (قصص: ۷۵، مائدہ: ٦٤، فتح: ۱۰، زمر: ٦۷)، خدا کی آنکھیں (طور: ٤۸)، خدا کی سماعت وبصارت (شوریٰ: ۱۱، آل عمران: ۷۷)، اور خدا کا نفس (مائدہ: ۱۱٦) وغیرہ تمام اعضاء ہونے کا تذکرہ موجود ہے۔ جبکہ دوسری قسم کے بیانات میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ کائنات میں اس جیسی کوئی شئے موجود نہیں:

(لیس کمثله شیٔ۔)" اس جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔" (شوریٰ: ۱۱)

مذکورۂ بالا قرآنی بیانات میں پہلی قسم کے بیانات سے خدا کی صفات واضح ہو رہی ہیں جبکہ دوسرے بیان سے ان صفات کے بے مثل ہونے کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ لہذا اس سے مترشح ہوتا ہے کہ خدا کی شخصیت شکل، ہیئت، ماہیت اور جوہری وعنصری ہر اعتبار سے دوسری تمام اشیاء سے مختلف ہے جس کا ہمیں علم نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ایسا کوئی تصور جدید سائنس کی روشنی میں درست ٹھہر سکتا ہے؟ یا دوسرے الفاظ میں یہ کہ کیا ہماری کائنات میں ایسا کوئی مادہ پایا جاتا ہے جس کی کنہ وحقیقت سے سائنس اب تک نابلد ہے؟

اس سلسلے میں ہماری فرط حیرت کے لئے اتنا کافی ہے کہ سائنس نے ہماری کائنات کے جسقدر مادے کی دریافت کا دعویٰ کیا ہے وہ ہماری کائنات کے کل مادے کا ایک فیصد سے بھی کم ہے۔ ہماری اس وسیع وعریض کائنات میں پائے جانے والے کھربوں کھربوں ستارے، سیارے، چاند، کہکشائیں اور دوسرے اجرام سماوی ہماری کل دریافت شدہ کائنات کا صرف 0.4٪ فیصدی حصہ ہیں۔ جبکہ مزید 3.6٪ فیصد حصہ بین کہکشائی گیس intergalctic gas پر مشتمل ہے۔ جبکہ بقیہ 96٪ فیصد مادہ نامعلوم ہے جو تاریک مادہ dark matter اور تاریک توانائی dark energy پر مشتمل ہے۔ یہ مادہ دوربینوں کی مدد سے مشاہدہ میں نہیں آتا کیونکہ یہ مادہ روشنی اور برقناطیسی تابکاری electromagnetic radiation کو نہ خارج کرتا ہے اور نہ انہیں جذب کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ مادہ سائنس کی گرفت سے باہر ہے۔ لہذا اس کی کنہ وحقیقت سے سائنس یکسر نابلد ہے۔

کائناتی مادوں سے ہماری لاعلمی کا سلسلہ یہیں پر ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ ہماری کائنات میں ایک اور قسم کا مادہ پایا جاتا ہے جس کی حقیقت سے بھی سائنس پوری طرح واقف نہیں ہے۔ اس مادہ کو ضد مادہ anti matter کہا جاتا ہے۔ ضد مادہ کے ذرات particles بھی ہو بہو اسی کمیت mass کے ہوتے جس طرح عام مادے کے ذرات ہوتے ہیں، البتہ ضد مادہ کے ذرات عام مادے کے ذرات کے مقابلے میں مخالف برقی چارج کے حامل ہوتے ہیں۔ نتیجۃً مادہ اور ضد مادہ باہم مل نہیں سکتے بلکہ جب ان کا آمنا سامنا ہوتا ہے تو یہ دونوں مادے آناً فاناً ایک دوسرے کو تہس نہس کر دیتے ہیں۔

لہذا سائنسدانوں کا خیال ہے کہ ہماری اس کائنات میں بعض بعید ترین کہکشائیں نہ صرف مکمل طور پر ضد مادہ پر مشتمل ہو سکتی ہیں بلکہ ہماری اس پوری کائنات ہی کی طرح ضد کہکشاؤں anti galaxies، ضد ستاروں anti stars اور ضد سیاروں anti planets پر مشتمل ایک الگ ضد کائنات anti universe کا وجود بھی ہو سکتا ہے (انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا: جلد 11 صفحہ 703، 1983ء ایڈیشن)۔

اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو معلوم نہیں ہماری اس کائنات میں اور کتنے قسم کے مادے ایسے موجود ہوں جن کا حال ہم پر ابھی تک مستور ہے اور ہماری اس کائنات سے پرے اور کتنے قسم کے مادے، کتنی کائناتیں اور کیا کچھ موجودات پوشیدہ ہوں جس کو اگرچہ ہم طبیعی طور پر دریافت نہیں کر سکتے مگر ان کے امکانی وجود کو جدید حسابی وطبیعیاتی طریقوں سے معلوم کر سکتے ہیں۔ اس صورت میں مادے اور کائنات کے متعلق ہماری معلومات کے مقابلے میں نامعلوم موجودات کی کوئی انتہا اور حد متعین نہیں ہوگی۔ لہذا ہماری معلوم ونامعلوم کائنات کے اس وسیع منظرنامے میں ہمارے معلوم حقیر مادے میں نو دریافت شدہ ذیلی ذرے ہگس بوسن کو خدائی ذرہ کا نام دینے کو خود فریبی یا اندھیرے میں تیر چلانے ہی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

اسٹیفن ہاکنگ کا دعویٰ

سائنسدانوں میں خدا کے متعلق ایک دوسرا نقطہء نظر بھی عام ہے، یہ تصور "انکار خدا" کا تصور ہے۔ لہذا بعض بڑے سائنسدان منکرین خدا atheist ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ہگس بوسن "گاڈ پارٹیکل" کے بنیادی تحقیق کار پروفیسر پیٹر ہگس بھی منکر خدا ہیں۔ ابھی حالیہ دنوں میں دنیائے سائنس کے ایک چوٹی کے سائنسدان اسٹیفن ہاکنگ Stephen Hawking

(پ 1942ء) جو کائنات کے آغاز وارتقاء کے متعلق اپنی تحقیقات کے لئے مشہور ہیں ان کا بیان نشر ہوا ہے کہ انہیں اس بات کے ناقابل تردید ثبوت فراہم ہوئے ہیں کہ خدا موجود نہیں ہے۔ (یہ سائنس دان حال ہی میں فوت ہوچکے ہیں)۔

ہماری اس کائنات اور اس سے ماوراء موجودات کے متعلق ہماری معلومات اور لاعلمیوں کے تناسب پر اوپر پیش کی گئی بحث کے تناظر میں اسٹیفن ہاکنگ کا یہ دعویٰ انتہائی مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے۔ ظاہر ہے جب کائنات کی کل موجودات پر ہماری لاعلمی کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے تو پھر اس میں کسی چیز کے عدم وجود پر فتوے بازانہ انداز سے فیصلہ کیسے صادر کیا جاسکتا ہے؟ ہاکنگ کا یہ بیان یقیناً ایک بڑے سائنسدان کی طرف سے غیر سائنسدانہ کلام ہے، جو سائنسی بحث وتحقیق کے تصورات اور اصولوں کے خلاف ہے۔

کیا خدا کی دریافت ممکن ہے؟

یہاں ایک اور سوال کافی اہم ہے۔ وہ یہ کہ کیا انسان کبھی خدا کی ذات کو طبعی وفطری طور پر دریافت کرنے پر قادر ہوسکتا ہے؟ اس کا جواب سائنسی اور معروضی نقطۂ نظر سے چاہے کچھ بھی دیا جائے، مگر اس سلسلہ میں اسلام کا موقف یہ ہے کہ یہ کارِ عظیم انسان کی دسترس سے باہر ہے، کیونکہ اللہ نے انسان کو سرے سے اس کا مکلف نہیں بنایا ہے، اور نہ انسان کو فطری طور پر یہ صلاحیتیں عطا کی گئی ہیں۔ لہٰذا متعدد احادیث ایسی وارد ہوئی ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خدا کے متعلق سوچنے ہی سے منع فرمایا ہے۔ اس کے بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائی نشانیوں پر غور وفکر کرنے اور ان کے ذریعہ خدا کی کاریگری وصناعی اور اس کی عظمت وجلالت کا ادراک کرنے کی تلقین فرمائی۔ لہٰذا عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تفکروا فی الخلق ولا تفکروا فی الخالق۔"

(الدر المنثور، السیوطی، 2/408، تخریج: ابن ابی الدنیا وراغب اصفہانی عن عمرو بن مرہ)

تم (اللہ کی) مخلوق کے متعلق غور وفکر کرو، خالق کے متعلق تفکر وتدبر مت کرو۔"

حضرت ابن عمر سے ایک حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: تَفَكَّرُوا فِي آلَاءِ اللهِ وَلَا تَفَكَّرُوا فِي اللهِ۔"

(الدر المنثور، 2/409، تخریج: ابن ابی الدنیا، طبرانی، ابن مردویہ وراغب اصفہانی عن ابن عمر)

اللہ کی نعمتوں کے متعلق غور کرو، اللہ کے متعلق نہیں۔"

نعیم بن حماد نے حضرت ابن عباس سے ایک روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"تَفَكَّرُوا فِي خَلْقِ اللهِ وَلَا تَفَكَّرُوا فِي اللهِ" (الدر المنثور، 2/409)

تم اللہ کی مخلوق کے متعلق غور کرو، اللہ کے متعلق غور مت کرو۔"

ان روایات سے مترشح ہوتا ہے کہ خدا کی ذات کا کھوج لگانا یا اس کے متعلق غور وفکر کرنا دونوں باتیں فضول اور کارعبث ہیں۔ انسان کو جو اہلیت وصلاحیت فطری طور پر عطا کی گئی ہے وہ اس کارِ عظیم کی انجام دہی کے لئے ناکافی ہے: (وما أوتيتم من العلم الا قليلا۔) اور تمہیں بے حد کم علم عطا کیا گیا ہے۔" (الاسریٰ: 85)۔ اسی وجہ سے احادیث میں اس کارعبث میں پڑنے اور اس میں منہمک ہوکر وقت ضائع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ یا اگر اس کو سائنس کی زبان میں بیان کرنا ہو تو یوں کہا جاسکتا ہے کہ خالق کائنات کا یہ فیصلہ ہے کہ انسان پر اس کائنات اور اس سے ماوراء جن موجودات کا حال اب بھی مستور ہے ان میں سے بعض کا حال اس پر ہمیشہ مستور رہے گا۔ سائنس نے بھی ہزارہا سال کے اپنے طویل سفر اور بے پناہ ترقیوں کے باوجود اس سلسلے میں اب تک ذرہ برابر علم کا بھی اضافہ نہیں کیا ہے۔ لہٰذا احادیث کے مذکورہ بالا بیانات اس سلسلے میں اپنی علمی اہمیت کے ساتھ ساتھ بڑی اعجازی اہمیت کے حامل بھی ہیں۔

خدا کی معرفت کا طریقہ

خلاصہ یہ کہ جدید سائنسی تحقیقات نے یہ حقیقت بخوبی واضح کردی ہے کہ خدا کا انکار جس طرح غیر سائنسی اور غیر علمی بات ہے اسی طرح خدا کے وجود کو طبعی طور پر دریافت کرنے کا دعویٰ بھی غیر سائنسی بات ہے۔ لہٰذا اس سلسلے میں اسلامی احکام وتعلیمات کا خلاصہ بھی یہی ہے۔ دوسری طرف قرآن نے خدا کی معرفت کیلئے کئی طریقے متعین کئے ہیں۔ ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ خدا کی تخلیق کردہ اس عظیم کائنات میں بکھرے پڑے بے شمار مظاہر وموجودات میں غور وفکر اور تفکر وتدبر کے ذریعہ خدا کی صناعی وخلاقی، عظمت وکبریائی، اور اس کی ملکوتیت وربوبیت کا ادراک کیا جائے۔ اس کو قرآن مجید میں جگہ جگہ مختلف پیرایوں میں تفکر، تدبر، انظر وغیرہ الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

قرآن کی نظر میں خدا کی معرفت کا دوسرا طریقہ وحی اور سائنس میں تطبیق کا عمل ہے، جس کے ذریعہ اس حقیقت عظمیٰ تک ہماری رسائی ہوسکتی ہے کہ قرآن اور کائنات دونوں کا سرچشمہ ایک ہستی ہے:

(سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ۔) (فصلت: 53)

عنقریب ہم اپنی نشانیاں آفاق (کائنات) اور خود ان کے انفس (جسموں) میں دکھا کر رہیں گے یہاں تک کہ ان پر یہ بات واضح ہوجائے کہ یہ (قرآن) برحق ہے۔"

آئے دن کے سائنسی انکشافات اور ان انکشافات اور قرآنی بیانات میں واقع ہورہی تطبیقات اسی قرآنی فکر وفلسفہ کی تائید وتصدیق ہیں۔ اور خود ہگس بوسن کا انکشاف جو صحیح معنوں میں خدائی تخلیق کا شاہکار ہے اس سے بھی اسی قرآنی فکر وفلسفہ کی تائید ہوتی ہے۔

محمد کریم صدیقی
8
ترجمہ: ثناء الحق صدیقی

یورپ پر قرآن کریم کے اثرات



1- قرآن محض مراقبہ اور مطالعہء فطرت پر ہی زور نہیں دیتا بلکہ یہ سائنسی طریقوں کے سلسلے میں بھی رہبری کرتا ہے۔ (یہ دنیا میں سب سے پہلا ماخذ ہے جس نے تحقیق کے استقرائی طریقے سکھائے)۔ قرآن وہ بنیادی اصول بتاتا ہے کہ محض ان ہی کے سہارے طبعی سائنس میں کثرت میں یکسانیت کی دریافت ہوسکتی تھی۔ وہ اصول اس طرح بیان ہوئے ہیں۔

(1) فطرت میں وحدت
(2) بنی نوع انسان میں وحدت
(3) علم میں وحدت

2- (الف) قرآن نے سائنسی تحقیق اور معلومات کے لئے بنیادی اہمیت کا وہ گراں قدر سائنسی تصور پیش کیا جس سے اس پر عقیدہ رکھنے والوں کو اس حد تک یقین ہوگیا کہ حقیقت تجرباتی تحقیق سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

(ب) قرآن نے قدرت کی ان قوتوں کو تسخیر کے لئے راستہ کھول دیا جن کو لوگ اس سے پہلے پوجتے تھے جب ایک طرف مکمل وحدانیت پر زور دیا جانے لگا اور دوسری جانب انسان کے خلیفۃ اللہ ہونے کا عقیدہ پختہ ہوا۔ جس سے چپکے رہنے کے نتیجے میں وہ تاریخ میں جدید سائنس کے بانی بن کر ابھرے۔ دیکھئے آیت 13:45 اور آیت 14:16

وسخرلکم ما فی السموت وما فی الارض جمیعا منه۔ (اس نے زمین و آسمان کی ساری ہی چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کردیا ہے)

3- قرآن نے یہ تصور دیا کہ

(i) کائنات وسعت حاصل کر رہی ہے جب کہ پہلے ایک یکساں حالت پر قائم رہنے والی کائنات کا تصور عام تھا۔ دیکھئے 1:35

الحمد لله فاطر السموت والارض جاعل الملئكة رسلاً اولی اجنعة مثنیٰ و ثلث وربع ط یزید فی الخلق ما یشاء

(ترجمہ) سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اور فرشتوں کو پیغام رساں مقرر کرنے والا ہے۔ (ایسے فرشتے) جن کے دُو دو اور تین تین اور چار چار بازو ہیں۔ وہ اپنی مخلوق کی ساخت میں جیسا چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے۔

(ii) کائنات مخلوق ہونے کے ساتھ ساتھ ارتقاء پذیر ہے۔ دیکھئے آیت 11:12 اور 12:35

(iii) اشیاء میں زوجین (جوڑوں) اور ایک دوسرے کے مخالف کے اصول مقرر ہیں۔ دیکھئے آیت 36:96 اور آیت 49:51

ومن کل شیء خلقنا زوجین لعلکم تذ کرون

(ترجمہ) اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے بنائے ہیں۔ شاید کہ تم اس سے سبق لو۔

(الف) بجلی میں مثبت اور منفی۔ دیکھئے آیت 36:36

سبحن الذی خلق الازواج کلها مما تنبت الارض ومن انفسهم و مما لا یعلمون۔

(ترجمہ) پاک ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کئے۔ خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خود ان کی اپنی (یعنی نوع انسانی کی) جنس میں سے یا ان اشیاء میں سے جن کو یہ جانتے تک نہیں ہیں۔

(ب) ایک جوہر کی ترکیب و تشکیل میں پروٹون۔ الکٹرونوں کا ملاپ

(ج) ذرّات اور مخالف ذرّات

(د) مادہ اور مخالف مادہ

4- عمومی طور پر حیاتیاتی ارتقاء کا تصور دیکھئے۔ آیت 30:21

قال الله تعالی فی القران وجعلنا من المآءِ كل شیء حیٍ۔ ارشاد خداوندی ہے کہ ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی۔"

چنانچہ مادۂ حیات کا تقریباً 80 فیصد جز پانی ہے۔

5- پودوں کی زندگی کی ارتقاء کا تصور دیکھئے۔ آیت 36:36

سبحن الذی خلق الازواج کلها مما تنبت الارض ومن انفسهم و مما لا یعلمون۔

"پاک ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کئے خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خود ان کی اپنی جنس (یعنی نوع انسانی) میں سے ان اشیاء میں سے جن کو یہ جانتے تک نہیں ہیں۔"

(۲) ارتقائے انسانی سے متعلق ملاحظہ ہوں آیات (4:10)، (14:71)، (17:71)، (1:76)، (12:23)، (7:32) اور (12:85) آیت 4:10

انه یبدو الخلق ثم یعیده لیجزی الذین امنوا و عملوا الصلحت بالقسط۔ بیشک پیدائش کی ابتداء وہی کرتا ہے۔ پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا تا کہ جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے ان کو انصاف کے ساتھ جزا دے۔ آیت 14:71

وقد خلقکم اطوارا۔ تحقیق اس نے طرح طرح سے تمہیں بنایا ہے۔ آیت 17:71

والله اشتبكم من الارض نباتاً۔
"اور اللہ نے تمہارے لئے زمین سے نباتات اُگائی۔" قرآن بار بار ہمارے دماغ پر یہ تاثر قائم کرتا ہے کہ ہم کائنات اور اس کے موجودات کی تخلیق پر غور و فکر کریں۔ ملاحظہ ہوں آیات (5:32)'(4:70)'(3:45)'(14:23)' (19:29) اور (15:40) آیت 3-4:45

ان فی السمٰوت والارض من لایت للمومنین۔ وفی خلقکم وما یبث من دآبة ایت لقوم یوقنون۔ حقیقت یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں بے شمار نشانیاں ہیں ایمان لانے والوں کے لئے اور تمہاری اپنی پیدائش میں اور ان حیوانات میں جن کو اللہ (زمین میں) پھیلا رہا ہے۔" آیت 14:32

ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغةً فخلقنا المضغة عظماً فكسو العظم لحماً ثم انشانه خلقا اٰخر ؕ فتبٰرك الله احسن الخلقين۔ پھر اس بوند (نطفہ) کو لوتھڑے کی شکل دی۔ پھر لوتھڑے کو بوٹی بنایا۔ پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں۔ پھر ہڈیوں کو گوشت چڑھایا۔ پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کر کھڑا کیا۔ پس بڑا ہی بابرکت ہے اللہ سب کاریگروں سے اچھا کاریگر۔" آیت 9:32

وجعل لکم السمع والابصار والا فعدة۔ "اور (اللہ) نے تم کو کان دیئے، آنکھیں دیں اور دل دیئے۔"

روشنی کی کرنوں سے ہمارے لئے یہ ممکن ہوتا ہے کہ ہم شکلوں میں امتیاز کر سکیں اور اپنے اردگرد کی چیزوں کی صحیح جائے وقوع کا اندازہ کر سکیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جاری ہے

"اس دورترقی میں ہم نے پرندوں کی طرح ہوا میں اڑنا اور مچھلیوں کی طرح پانی میں تیرنا سیکھ لیا، لیکن نہ معلوم انسان بن کر زمین پر رہنا کب سیکھیں گے۔" (نامعلوم)

نبی الامی ﷺ بحیثیت معلّم

شیخ عرفان احمد ایڈووکیٹ

چودہ سو سال پہلے عرب کے قبائلی معاشرے میں عمر کے چالیس برس گزارنے والے امی فرد کے قلب پر وحی کا نزول ہوتا ہے اور وہ رہتی دنیا کے لیے معلم اعظم بن جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نوید مسیحا اور دعاء خلیل ہیں۔ ابراہیمؑ، بیت اللہ کی دیواریں اٹھاتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔

"اے رب ان لوگوں میں خود انہی کی قوم سے ایک ایسا رسول اٹھایئے جو انھیں تیری آیات سنائے، ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے" البقرہ 129

لفظ اقرا سے نبوت کا آغاز ہوا۔ آپ ﷺ کی ذات تمام انسانوں کے لیے نمونہ قرار پائی۔ آپ ﷺ نے "انما بعثت معلما" "مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے" کے ذریعے اپنا مقام واضح کر دیا۔

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

تہذیب و تمدن سے عاری انسانوں کو زیور تعلیم سے آراستہ صبر آزما کام تھا۔ مگر آپ ﷺ نے تعلیم کے جو اصول، تکنیک استعمال کیے وہ آج بھی عین حق ہیں۔ جن کے بنا سیکھنے سکھانے کا عمل مکمل نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ بحیثیت معلم درج ذیل نکات پر عمل پیرا رہے۔

مقصد کی لگن:

ایک معلم کا بلند مقصد ہمیشہ اس کے مطمع نظر رہتا ہے۔ "اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام قائم کرنا" اس عظیم مقصد کے لئے غار حرا سے اُترتے ہی آپ ﷺ ہمہ تن مصروف عمل ہو گئے۔ پہلے گھر اور خاندان کو دعوت دی پھر قبیلہ کو متوجہ کیا۔

دور نبوت کا ہر لمحہ گواہ ہے کہ آپ اپنے مقصد میں کبھی مصلحت یا مداہنت کا شکار نہیں ہوئے قرآن میں اس کیفیت کی تصویر کشی ہے۔

"کہہ دو کہ اے کافرو! میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی عبادت تم کرتے ہو، نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں اور نہ میں ان کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی عبادت تم نے کی ہے اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں، تمھارے لیئے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین" (سورہ الکافرون)

لوگوں کا مذاق سہا، گالیاں سنیں، پتھر کھائے، شعب ابی طالب کی گھاٹی میں محصور کیے گئے، حتیٰ کہ اپنے محبوب شہر مکہ سے ہجرت پر مجبور ہوئے۔ دنیاوی ترغیبات، تخت و تاج پیش کیے گئے جن کو آپ ﷺ نے ٹھکرا دیا مگر مقصد سے ایک لمحہ کو بھی غافل نہ ہوئے۔

دردمندی:

انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نجات دِلا کر ربِّ واحد کی بندگی پر آمادہ کرنے کے لیے آپ ﷺ پیغمبرانہ صفت، دلسوزی اور تڑپ سے مزین تھے۔ اپنی قوم کو گمراہی سے نکالنے کے لیے شب و روز دل گداز کیفیت میں گزارتے رہے۔

حدیث میں ہے "میری اور تم لوگوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی روشنی کے لیے مگر پروانے ہیں کہ اس پر ٹوٹے پڑتے ہیں جل جانے کے لیے۔ وہ کوشش کرتا ہے کہ یہ کسی طرح آگ سے بچیں مگر پروانے اسکی ایک نہیں

چلنے دیتے۔ ایسا ہی حال میرا ہے کہ میں تمہیں دامن پکڑ پکڑ کر تمہیں کھینچ رہا ہوں اور تم ہو کہ آگ میں گرے پڑتے ہو۔ (بخاری، مسلم)

رات بھر اپنی امت کے لیے دعائیں مانگتے تھے۔ طائف میں آپ ﷺ پر پتھر برسائے گئے اور آپ ﷺ کی جوتیاں خون سے بھر گئیں۔

وہ ابر لطف جس کے سائے کو گلشن ترستے تھے
طائف میں اس کے جسم پر پتھر برستے تھے۔

حضرت جبرئیل ؑ اس مقصد سے آئے کہ ان پہاڑوں کے درمیان بستی کو کچل دیا جائے مگر آپ ﷺ نے بدلہ لینا گوارانہ کیا کہ شاید یہ ایمان لے آئیں۔ ایک معلم کی دلسوزی اپنے کمال پر نظر آتی ہے۔ سورہ الکہف کی آیت نمبر 6 آپ ﷺ کی اس کیفیت کو ظاہر کرتی ہے۔

" اچھا تو اے نبی ﷺ شاید تم ان کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان کھو دینے والے ہو اگر یہ اس تعلیم پر ایمان نہ لائے۔"

ابلاغ پر عبور:

مؤثر ابلاغ کی مہارت آپ ﷺ میں بدرجہ کمال موجود تھی۔ آپ ﷺ کی گفتگو اوّل سے آخر تک نہایت صاف ہوتی، کلام جامع فرماتے تھے جس کے الفاظ مختصر مگر پُراثر ہوتے تھے۔ حضرت اُمّ معبد کی روایت ہے کہ آپ ﷺ شیریں کلام اور واضح بیان تھے۔ نہ کم گو تھے اور نہ زیادہ گو تھے، آپ ﷺ کی گفتگو ایسی تھی کہ جیسے موتی کے دانے پرو دیے گئے ہوں۔ حضرت عائشہ کی روایت کے مطابق آپ ﷺ کے کلمات میں فصاحت و بلاغت جھلکتی تھی۔ آپ ﷺ تبلیغ کی حکمت سے مالا مال تھے۔ اگر کوئی آپ ﷺ کے الفاظ شمار کرنا چاہتا تو کرسکتا۔ آپ ﷺ کی گفتگو عام لوگوں کی طرح جلدی جلدی نہیں ہوتی بلکہ صاف صاف ہر مضمون دوسرے مضمون سے ممتاز ہوتا تھا۔ پاس بیٹھنے والے اچھی طرح سے ذہن نشین کرلیتے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ بعض مرتبہ کلام کو حسب ضرورت تین تین بار دہراتے تا کہ مخاطبین آپ ﷺ کے الفاظ کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ جس بات کا تفصیل سے ذکر کرنا تہذیب سے گرا ہوا ہوتا تو اس کو حضور اکرم ﷺ کنایہ میں بیان کرتے۔ بات کرتے وقت آپ ﷺ مسکراتے اور نہایت خندہ پیشانی سے گفتگو فرماتے۔ آپ ﷺ کا فرمان تھا

" آسانیاں بہم پہنچاؤ مشکلات میں نہ ڈالو"

آپ ﷺ صحابہ کی کسی مجلس میں تشریف لاتے ہی تعلیم کا آغاز نہیں کر دیتے بلکہ جو گفتگو چل رہی ہوتی اس میں شامل ہو جاتے یا ان کی توجہ مبذول کراتے پھر تعلیم کا سلسلہ شروع کرتے۔ اصول آمادگی کو مدنظر رکھتے، لیکچر یا خطبے کا طریقہ اختیار کرتے وقت آپ ﷺ بہت لمبے لیکچر نہیں دیا کرتے تھے۔ طلبہ سے سوال جواب کیا کرتے تھے، تا کہ سامعین کی توجہ برقرار رہے بلکہ کبھی کبھی آغاز ہی سوال جواب سے کرتے تھے۔ سبق کو دلچسپ بنانے کے لیے آپ ﷺ قصے، کہانیں بھی سنایا کرتے تھے۔ مظاہراتی طریقہ کی مثال آپ ﷺ نے دین کے اعمال مثلاً وضو، نماز، حج اور اس کے مناسک وغیرہ اسی طرح سکھائے۔ مثالیں، تشبیہات، وغیرہ کا استعمال بھی آپ ﷺ کے طریقہ تدریس میں بکثرت نظر آتا ہے۔

آپ ﷺ نے دوران تدریس ذہنی مشق کا طریقہ استعمال کروایا۔ تصوراتی نقشہ کے استعمال کے ذریعے ذیلی نکات کی وضاحت فرمائی۔ اس سلسلے میں مشہور حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے ایک لکیر کھینچی کہ یہ سیدھا راستہ ہے اور یہ اللہ کی طرف جاتا ہے، اسی طرح آپ ﷺ نے مزید لکیریں کھینچیں اور فرمایا یہ شیطان کے راستے ہیں۔

مربیانہ مزاج:

مثالی معلم نرم مزاج، خوش اخلاق اور رقیق القلب ہونا چاہیے۔ آپ ﷺ نے نرم خوئی سے درشت مزاج مشرکین کو زیر کیا۔ جس کی گواہی قرآن یوں دیتا ہے۔

"اے پیغمبر ﷺ یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لیے نرم مزاج واقع ہوئے ہو ورنہ اگر کہیں تم تند خو اور سنگدل ہوتے تو یہ سب تمھارے گردوپیش سے چھٹ جاتے۔ آل عمران 159

مختلف مزاج کے افراد کی تربیت میں انسانی نفسیات کا خیال رکھتے۔ سوال پوچھنے والے کے ظرف اور وسعت کے مطابق جواب دیتے۔ موقع کے لحاظ سے خوشخبری اور وعید سناتے۔ اہل وعیال، پڑوسی، ساتھی، غلام حتیٰ کہ دشمن بھی آپ ﷺ سے رہنمائی لیتے۔ عملی سرگرمیوں کے انداز میں مسجد اور مدرسے کے علاوہ آپ ﷺ نے سفر و حضر کے مختلف مواقعوں پر بھی صحابہ کی تربیت کا موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ رول پلے کے طریقہ میں حضرت جبرائیل ؑ کا واقعہ قابل ذکر ہے جب وہ ایک شخص کے روپ میں آکر سوال جواب کے ذریعے تعلیم دیتے ہیں۔

فرد سے تعلق:

تعلیم انفرادی تعلق کے بغیر ادھوری ہے۔ صحابہ میں سے ہر فرد یہی سمجھتا کہ آپ ﷺ اس کے بہترین رفیق ہیں مجبور، مظلوم انسانوں کی عزت نفس کی بحالی آپ ﷺ کا کارنامہ ہے۔ اپنے قریبی افراد کو ان کا نام لے کر مخاطب کرتے مثلاً اے عائشہ، اے ابوذر وغیرہ۔ یہ انداز گفتگو معلم اور شاگرد (صحابہ) کے درمیان یقیناً اپنائیت اور تعلق کی بہترین مثال ہے۔ آپ ﷺ صحابہ کے ہمراہ ایسے مفید کھیل کھیلتے جس سے جسم مضبوط اور مجاہدانہ زندگی کی تربیت ہو سکے۔ آپ ﷺ لطائف اور خوش طبعی

کے ذریعے بھی تعلیم دیا کرتے تھے۔

قول وفعل میں ہم آہنگی:

ایک معلم شاگردوں کے لیے رول ماڈل ہوتا ہے۔آپ ﷺ کے قول وفعل میں زبردست ہم آہنگی تھی۔آپ ﷺ اخلاق کے بلند ترین درجے پر فائز تھے۔عرب میں امین اور صادق کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔دشمن تک آپ ﷺ کے کردار کی گواہی دیتے تھے۔آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں تضاد کہیں نہیں پایا جاتا۔الغرض آپ ﷺ کی شخصیت انسانیت کے لیے مشعل راہ ہے۔پیارے نبی ﷺ جن خصوصیات کے حامل تھے دور حاضر میں معلم کو ان صفات سے خود کو مزین کرنا ہوگا تب جہاں میں اجالا ہوگا۔

حیرت انگیز پیشنگوئیاں

آخری قسط

سید قمر احمد سبزواری

قارئین کرام! حیرت انگیز پیشنگوئیوں کا یہ سلسلہ قسط وار ہے جس میں اپنوں اور پرایوں کی پیشن گوئیوں کو اکٹھا کر دیا ہے۔ان پیشن گوئیوں سے تو ایسا لگتا ہے کہ ہم جس دور میں جی رہے ہیں اس میں ان کا آغاز ہو چکا ہے۔جیسے آپ ملکی اور بین الاقوامی تیزی سے بدلتے ہوئے حالات دیکھ رہے ہیں اور وہ وقت زیادہ دور نہیں امریکا اور اسرائیل کی تباہی وبربادی اور ہندوستان کے بھی حصے بخرے ہونے ہیں ۔اور انشاءاللہ پاکستانی قوم کو پوری دنیا کی امامت کا فریضہ سرانجام دینا ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نظام پوری دنیا میں رائج کرنا ہے۔لیکن اس کیلئے ہمیں تیاری کرنا ہے۔ہمیں مادی، سیاسی، اور روحانی طور پر اپنے آپ کو بدلنا ہوگا۔۔۔۔۔ادارہ

غزوہ ہند

احادیث شریفہ میں ہندوستان کی فتح کی بشارت کا ذکر بہت تاکید کے ساتھ ہوا ہے، اسی لیے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور سے ہی غزوۂ ہند کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔تقریباً بیس کتب حدیث وتاریخ میں اکابر محدثین اور مؤرخین نے غزوۂ ہند سے متعلق احادیث وبشارتوں کو اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔جو اس بات کی صریح دلیل ہے کہ نعوذ باللہ غزوۂ ہند سے متعلق احادیث من گھڑت اور موضوع نہیں ہیں بلکہ علمائے اُمت نے اپنی کتب میں بشارت اور قیامت سے قبل واقع ہونے والی علامت کے طور پر انہیں نقل کیا ہے۔طوالت کے خوف سے ہم نے صرف تین احادیث مبارکہ پر اکتفا کیا ہے۔حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ نے غزوہ ہند کے بارے میں اپنی اسناد سے تین احادیث نقل کی ہیں، جن میں سے دو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ایک حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ہم سے غزوۂ ہند کے بارے میں وعدہ فرمایا ہے۔اگر میں اس میں شہید ہو گیا تو سب سے بہترین شہیدوں میں سے ہوں گا اور اگر میں لوٹ آیا تو آگ سے آزاد کیا ہوا ابو ہریرہ ہوں گا۔(مسند امام احمد بن حنبل: رقم الحدیث: 6831)

میری امت میں سے ایک لشکر کو سندھ اور ہند کی طرف بھیجا جائے گا۔پس اگر میں نے اس کو پایا اور اس میں شہید ہو گیا تو ٹھیک ہے اور اگر، پھر آپ نے ایک کلمہ ذکر کیا، (پھر فرمایا) میں لوٹ آیا تو میں ابو ہریرہ ہوں جس کو اللہ آگ سے آزاد فرما دے گا۔(مسند امام احمد بن حنبل: رقم الحدیث: ۸۴۶۷)

نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے دو گروہ وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ سے محفوظ فرمایا ہے۔ایک وہ گروہ جو ہند پر حملہ آور ہوگا اور ایک وہ گروہ جو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔(مسند امام احمد بن حنبل)

امام بخاری نے التاریخ الکبیر، امام بیہقی نے اپنی دو کتابوں سنن کبریٰ اور دلائل النبوۃ، امام حاکم نے المستدرک، امام طبرانی نے المعجم الاوسط، امام ہیثمی نے مجمع الزوائد، امام جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع، امام مناوی نے فیض القدیر، امام ذہبی نے تاریخ الاسلام، امام خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد، اور امام ابن کثیر نے البدایۃ والنہایۃ، النہایۃ فی الفتن والملاحم میں غزوہ ہند سے متعلق ان احادیث کو روایت کیا ہے۔

حضرت امام حماد بن نعیم علیہ الرحمۃ (متوفی: ۲۲۹ھ) روایت فرماتے ہیں:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیت المقدس میں ایک بادشاہ ایک لشکر ہند کی طرف بھیجے گا، وہ اسے فتح کریں گے۔ پس وہ ہند کی زمین کو روندیں گے اور اس کا خزانہ حاصل کریں گے۔ وہ بادشاہ اس خزانے کو بیت المقدس کا زیور بنا دے گا اور لشکر اس بادشاہ کے پاس ہند کے بادشاہوں کو جکڑ کر لائیں گے اور اس کے لیے جو مشرق اور مغرب کے درمیان ہے، فتح کر دیا جائے گا۔ اور ان کا قیام دجال کے نکلنے تک ہند میں ہوگا۔ (الفتن: رقم الحدیث: ۱۱۴۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہند کا ذکر کیا، اور فرمایا: تمہارے لیے ایک لشکر ضرور ہند پر حملہ کرے گا۔ اللہ ان کو فتح عطا فرمائے گا، یہاں تک کہ وہ ان کے بادشاہوں کو بیڑیوں میں جکڑ کر لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف فرمائے گا، پھر وہ لوٹیں گے جب ان کو لوٹنا ہوگا تو وہ ابن مریم علیہ السلام کو شام میں پائیں گے۔

حضرت امام مہدیؑ کے ساتھ غزوہ ہند کرنے والوں کے لیے آٹھ بشارتیں جس لشکر کو امام مہدی علیہ السلام ہند فتح کرنے کے لیے بھیجیں گے، احادیث میں ان کے لیے آٹھ عظیم بشارتیں ہیں: ا۔ ہند مکمل طور پر ہمیشہ کے لیے فتح ہو جائے گا اور وہ اس سرزمین کو اپنے قدموں تلے روندیں گے۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ ان کے تمام گناہوں کی مغفرت فرما دے گا۔ ۳۔ ان کو مال غنیمت وافر مقدار میں ملے گا جس سے وہ بیت المقدس کو مزین کریں گے۔ ۴۔ ہندوستان کے بادشاہوں کو بیڑیوں میں جکڑ کر وہ لشکر امام مہدی علیہ السلام کے سامنے پیش کرے گا۔ ۵۔ وہ لشکر جس قدر اللہ چاہے گا ہندوستان میں رہے گا اور پھر شام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ شامل ہونے کی فضیلت حاصل کرے گا۔ ٦۔ اس لشکر کو دجال اور اس کے گروہ سے لڑنے کی فضیلت حاصل ہوگی۔ ۷۔ مشرق و مغرب کے مابین جو کچھ ہے، وہ فتح ہوگا اور لیظھرہ علی الدین کلہ کا وعدہ پورا ہوگا۔ ۸۔ اس کے شہداء افضل ترین شہید ہوں گے اور اس کے غازیوں کو جہنم سے خلاصی کی بشارت ہے۔ ۹۔ غزوہ ہند سے قبل بیت المقدس فتح ہو جائے گا۔

سندھ کی خرابی ہند سے ہے اور ہند کی چین سے حضرت امام قرطبی حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وخراب السند من الھند وخراب الھند من الصین۔
(التذکرۃ: ص: ۶۴۸)

اور سندھ کی خرابی ہند سے ہے اور ہند کی خرابی چین سے ہے۔ اس روایت کو امام ابن کثیر (النھایۃ فی الفتن و الملاحم: ص: ۵۷) اور امام ابوعمرو دانی (السنن الواردۃ فی الفتن: ج: ۲/ص: ۳٦) نے بھی روایت کیا ہے۔

اس حدیث مبارکہ کے درست معنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ تاہم اگر ہم حالات حاضرہ پر غور کریں تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ سندھ میں فتنہ و فساد، قتل و غارت گری اور تباہی و بربادی کا سبب ہندوستان ہے۔ بالخصوص سندھ کا وہ جغرافیہ جو نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں تھا، وہاں کے حالات اسی پر دلالت کرتے ہیں۔ اس بات کا امکان ہے کہ چین حسب سابق پاکستان کی معاونت کرے اور اللہ تعالیٰ چین کو پاکستان کی نصرت اور ہندوستان کی تباہی کا سبب بنا دے۔ دفاعی اداروں کو اس حدیث کے پیش نظر سندھ پر خصوصی توجہ رکھنی چاہیے اور چین کے ساتھ دفاعی معاہدوں کو مضبوط کرنا چاہیے۔ واللہ و رسولہ ﷺ اعلم بالصواب

ہندوؤں کی مذہبی کتب اور حضرت امام مہدی علیہ السلام

1-کلیوگ سے پاپ دھویا جائے گا۔ دینی حکومت قائم ہوگی۔ دھرم کا گرو اللہ کا سچا بندہ ہوگا۔ کفر سب مٹ جائے گا۔۔۔۔۔۔ پتھر کی مورتیوں کی پوجا بند ہو جائے گی۔

2۔ سنو جی سنو! اب کیا ہوگا دنیا کو آگ لگائے اللہ کا سچا بندہ۔۔۔ ترپتی، ترملی کی دولت ہمپی میں تقسیم کریں گے (ترپتی اور ہمپی جنوبی ہند کے دو مشہور دیوستان ہیں جن میں کروڑوں کی دولت دفن ہے۔) برہمنوں کو گوشت کھلایا جائے گا۔۔۔۔ کاشی کا لنگ توڑ دیا جائے گا۔ سری شیل کی دیول توڑ دی جائے گی۔۔۔۔ والی کا خزانہ نکال کر میدان میں ڈالیں گے۔ (یہ راون اور والی کا لوٹا ہوا مال ہے جو ہمپی کے مقام پر دفن ہے۔ ایک پدم تا تین پدم مقدار بتلائی گئی ہے۔)

(کنڑی ویر برہمیاص2)

3-اللہ کے سچے بندے کے زمانے میں دنیا کی خیر نظر نہیں آئے گی۔ بارہ لاکھ فوج سے لیس ہو کر آئے گا۔ مشرقی چندر گری (ترپتی) کو خانوں کے ساتھ مل کر چلے گا۔ سری گری (ترپتی) میں ترملیش کا خزانہ نکالے گا۔ روم کے خان اُٹھ آئیں گے۔ ہیموخان مستی توڑیں گے۔۔۔۔ شمالی خان چڑھ کر آئیں گے۔ دنیا تہہ و بالا ہو جائے گی۔ آٹھوں سمتیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی۔ ہمپی میں سب جھنڈے جمع ہو جائیں گے۔ والی کا خزانہ نکالنے کا وقت آ جائے گا۔۔۔۔ اللہ اللہ کہتے ہوئے سب خان پچھمی دیوی پر بے ساختہ ہو کر لپکیں گے۔ (دولت نکال باہر کریں گے)۔

(چن بسویشور کالگنان۔ شرن لیلامرت قدیم نسخہ)

4۔ ترک (مسلمان) ترپتی کے دیوستان میں گھسیں گے مسلمانوں کو دولت مل کر تین گھڑی میں بڑے بڑے گنبد اور مقبرے بنائیں گے۔

(پوتلوروریر برہمیاص 11)

5-سری گرو چن بسویشور (اللہ کا سچا بندہ) بادشاہ

روم (ترک بادشاہ) روس والے مسلمان 9 (نو) پالے گار (حکمران) مل کر بے حساب یعنی ایک پدم سے تین پدم تک دولت والی بھنڈار سے نکال لیں گے۔۔۔۔سیاست اور مذہب (خلافت) دونوں مل کر چلائیں گے۔ (اکھنڈمنی)

6۔ گنتی کے 85 ہزار گھوڑے سوار مست پٹھان بڑی ندی (دریائے سندھ) پار ہو کر کرناٹک میں داخل ہوں گے۔ ہری ہر کے دیول کی مورتیاں توڑیں گے اور تیرتھ اور ان کے مقامات سب نیست و نابود کر دیں گے۔ مسلمانوں کی فوج بلند آواز کے ساتھ نعرے مارتے ہوئے (اللہ اکبر کے) لڑے گی۔ ان کے مقابلے کی تاب کسی کو نہ ہو گی۔۔۔۔حشرات الارض کی طرح مسلمانوں کی فوج ترپتی میں داخل ہو گی سری وینکٹیش کی دیول میں گھس کر نذر رمانا ہوا خزانہ پھوڑیں گے۔

(کوڑیکل بسپاص 70-69)

اتنی واضح پیشن گوئیوں پر کسی تبصرے کی ضرورت نہیں کیا اسی طرح کی پیشن گوئیاں غزوہ ہند کی احادیث میں نہیں ملتی ہیں؟

قارئین، مستقبل بین، نجومیوں اور کاہنوں کی باتیں غلط ہو سکتی ہیں، ویسے بھی غیب کا حتمی علم صرف اللہ کے پاس ہے۔ الہامی کتب اور احادیث میں درج خبریں غلط نہیں ہو سکتیں۔ یہ تو واضح ہے کہ ہم جس زمانے میں زندہ ہیں یہ ایک عجیب و غریب زمانہ ہے، ایسے محسوس ہوتا ہے کہ وقت کو پر لگ چکے ہیں۔ جو تبدیلی یا واقعہ پہلے ایک صدی لیتا تھا اب آٹھ دس سالوں میں رونما ہو جاتا ہے اور ایک سال کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ پچھلے سال جو واقعات پیش آئے تھے وہ دس سال پرانے تھے۔ اس حقیقت کا ذکر حضور ﷺ کی ایک حدیث میں ہے: ''قیامت قائم نہ ہو گی جب تک زمانہ قریب نہ ہو جائے یعنی سال مہینے کے برابر ہو جائے گا اور مہینہ ہفتے کے برابر اور ہفتہ ایک دن کے برابر۔۔۔'' وقت کی یہ تیز رفتاری ہم سب پر واضح ہے۔ آج کل ایک ہفتے میں ایسے عظیم واقعات پیش آ جاتے ہیں کہ پہلے کئی ماہ صرف ہوتے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہمارے اردگرد بہت سی نشانیاں رونما ہو چکی ہیں یا ہونے والی ہیں لیکن ہم حالات کے نخچیر بنے ان تبدیلیوں کا احساس و ادراک کرنے سے قاصر ہیں۔ حضور ﷺ کی ایک حدیث میں پیشگوئی ہے کہ قیامت سے قریبی زمانے میں نر گھوڑے سے بچہ پیدا کیا جائے گا۔ کیا آج کل جانوروں کی کلوننگ نہیں ہو رہی؟ کیا یہ پیشگوئی جو ڈیڑھ ہزار سال پہلے کی گئی تھی کلوننگ کے عمل کی طرف اشارہ نہیں؟ قیامت کے قریب جن اندھے اور بہرے فتنوں کی پیشگوئی فرمائی گئی تھی، آج کل وہی فتنے رونما نہیں ہو رہے؟ نیویارک کی فلک بوس عمارتیں جہازوں کے ٹکرانے سے تباہ ہو جاتی ہیں۔ کس نے سازش کی؟ کون سازش کا شکار ہوا؟ کہاں آگ اور لوہے کی بارش سے انتقام لیا گیا؟ کیا یہ اندھے فتنوں کی بارش نہیں؟ خراسان کی سرزمین کے متعلق خصوصی پیشگوئیاں ہیں۔ آج کل یہی سرزمین (جو افغانستان کا حصہ ہے) حق و باطل کے درمیان کارزار کا مرکز نہیں؟ شام و فلسطین کی سرحدوں پر ایک عظیم معرکے کی طرف احادیث اشارے کرتی ہیں۔ کیا اسرائیل نے وہاں مسلمانوں پر زندگی جہنم نہیں بنا رکھی؟ امریکہ اور اسرائیل یکجان دو قالب نہیں؟ اسرائیل نے جس طرح وہاں فلسطینیوں کو دیوار سے لگا رکھا ہے، اس کا نتیجہ اس کے سوا کیا نکل سکتا ہے کہ بہت جلد شام اور اسرائیل کے درمیان ایک بڑی جنگ ہو؟ یہ جنگ، تیسری عالمی جنگ میں بدل سکتی ہے۔ افغانستان میں کیا ہو چکا ہے اور کیا ہونے والا ہے؟ پردہ تقدیر سے تو وہی ظہور میں آئے گا جو طے ہو چکا ہے، دجال ظاہر ہو یا دابۃ الارض یا امام مہدیؑ تشریف لائیں، مسلمان کے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ وہ جب بھی آزمائش میں ڈالا جائے، صرف حق کے لشکروں کا ساتھ دے۔

☆☆☆☆☆

کون کرتا ہے.........؟

محبت کی فضائیں ہوں تو نفرت کون کرتا ہے
اگر ماحول اچھا ہو! بغاوت کون کرتا ہے
اگر ہم بھی نہیں، تم بھی نہیں، باعث تباہی کا
تو پھر، برباد بستی، شہر غارت کون کرتا ہے
نوادر کی، قلم کی، فائلوں کی، رازداری کی
تم اپنے دل سے پوچھو یہ تجارت کون کرتا ہے
مرے ترک وطن پر مسکرانا بھول جاؤ گے
اگر تاریخ سے پوچھو گے ہجرت کون کرتا ہے
پڑے ہیں مصلحت کے قفل قمر سب کے ہونٹوں پر
یہاں سچ بات کہنے کی جسارت کون کرتا ہے

سید قمر احمد سبزواری

بقیہ صفحہ نمبر 31 سے آگے

کا ایک عجیب منظر دکھائی دیتا ہے کہ آج بھی مسلم یا غیر مسلم اپنے نونہالوں کو اس مسجد لا کر ان کی تعلیم کا اسی مسجد کے فرش سے آغاز کرواتے ہیں اور ان کی صحت کیلئے دعا کروانے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ آج وہاں کی ہندو قوم خود اس مسجد کی محافظ بنی ہوئی ہے اسی لئے اس مقام پر ہندو اور مسلم کے مابین اتحاد مثالی جس کو آج سارے ہندوستان میں پھیلانے کی ضرورت ہے۔

نوٹ: اس مرتبہ ہم نے سرورق پر ہندوستان کی پہلی اسی مسجد چیرامان کی تصویر دی ہے۔ یہ مضمون اور تصویر ڈاکٹر عزیز احمد عرسی صاحب نے بھارت سے خصوصی طور پر بغرض اشاعت ارسال کی ہم ان کے مشکور ہیں۔

از قلم

ایک غیر محسوس صہیونی سازش

لمحہ فکریہ!

سید قمر احمد سبزواری

ماہنامہ سبیل ہدایت لاہور کے شمارہ دسمبر 2006ء میں یہ فکری مضمون شائع ہوا تھا جس میں درج ذیل خدشات کا اظہار کیا گیا تھا۔اب 2018ء میں اس کی بابت کھل کر یہودی اور قادیانی ہماری قومی اسمبلی اور سینٹ تک پہنچ چکے ہیں۔جس کا اظہار پی ٹی آئی کی ایک رکن ایم این اے عاصمہ حدید نے اسرائیل بارے قرارداد کی صورت میں کر دیا ہے۔یہ اسی یوتھ پروگرام کی کارگزاریاں ہیں جن کے بارے میں ہم نے 2006ء میں خدشات کا اظہار کیا تھا۔ان پرائیویٹ سکولوں بیکن ہاؤس،ایجوکیٹرز، پنجاب سکول وکالجز اور پرائیویٹ یونیورسٹیز میں اسی قسم کی نوجوان نسل تیار کی جا رہی ہے۔ چیف ایڈیٹر

یہودی قوم ایک ذہین قوم ہے لیکن یہودی اپنی ذہانت کو مثبت کے بجائے منفی سوچ پر خرچ کرتا ہے یہودی دماغ ہروقت سازشوں کے تانے بانے بنتا رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ آج پورا عالم اسلام یہودی سازشوں کے نرغے میں ہے یہ سازشیں کھلی ہوں یا خفیہ ہر سازش کے پیچھے یہودی دماغ کارفرما تا نظر آتا ہے یہودی کو یہ بات اچھی طرح سمجھ آچکی ہے کہ اس نے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی آڑ میں افغانستان پر قبضہ کیا ہے بعدازاں عراق کو تر انوالہ سمجھا اور پھر اپنی طاقت کے نشے میں جب لبنان کا رخ کیا تو وہ حیران رہ گیا کہ جسے وہ صرف 35 منٹ کی مار سمجھتا تھا اس لبنانی غیور قوم نے 35 دن تک بے سروسامانی کے باوجود صرف جذبۂ جہاد کی بنا پر اسے شکست سے دوچار کر دیا پھر یہودی اقوام متحدہ سے جنگ بندی کی بھیک مانگنے لگا کہ اگر جنگ بند نہ ہوئی تو یہودیوں کا توصفایا ہوجائے گا اور اسرائیل کا بھرم کھل جائے کا پھر یہودی نے سوچا کیوں نہ ایسی سازشیں کی جائیں جس سے مسلمان کے دلوں میں یہودیوں کے بارے نرم گوشہ پیدا کیا جائے اور مذہبی رجحان سے ہٹا کر قوم کو سیکولر بنا دیا جائے۔

ہفتہ 29 جولائی 2006ء روزنامہ ایکسپریس میں دو طالب علموں درثمین اور عمر شہزاد سے امریکی قونصلیٹ لاہور میں لیا گیا انٹرویو شائع ہوا جسے پڑھ کر ہمیں اس میں ایسی سازش کارفرما نظر آئی کہ جس کے اثرات آئندہ چند سالوں تک وطن عزیز پاکستان کے ہائرایجوکیٹڈ لوگ اسرائیل اور یہودی کو گلے لگائیں گے ان کے نزدیک اللہ کی اس دھتکاری ہوئی قوم کیلئے فخریہ انداز فکر اپنانا ایک اعزاز سے کم نہ ہوگا ہم نے اس انٹرویو سے چند اقتباسات نوٹ کئے جو آپکی نذر ہیں لیکن اس سے پہلے آپکو یہ بتاتے ہوئے چلیں کہ دونوں طالب علم ان 45 ذہین ترین طلباء میں سے ہیں جو یوتھ ایکسچینج اینڈ سٹڈی پروگرام youth exchange& study programe کے تحت امریکہ میں ایک سال گزار کر واپس وطن لوٹے ہیں۔

یہ یوتھ ایکسچینج اینڈ سٹڈی پروگرام کیا ہے یہ پروگرام (yes) کے نام سے جانا جاتا ہے یہ پرگرام اکتوبر 2002 میں شروع کیا گیا (جب آرمی چیف مشرف کی حکومت تھی) یوایس ڈیپارٹمنٹ آف سٹیٹ بیوروآف ایجوکیشنل اینڈ فارن افیئرز اس پروگرام کو فنڈ فراہم کرتا ہے پروگرام کے تحت جانے والے سٹوڈنٹس امریکی سکولوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں وہاں ایک یہودی میزبان خاندان ان بچوں کی غیر محسوس طریقے سے برین واشنگ کرتا ہے (yes) پروگرام کے تحت اس سال دنیا بھر کے مسلم ممالک کے 675 طلباء وطالبات امریکہ جا رہے ہیں پاکستانی سٹوڈنٹس کا انتخابات انٹرنیشنل ایجوکشنل اینڈ ریسورس نیٹ ورک (ierm) کے ذمے ہے اس سال پاکستان کے مختلف شہروں سے 44 ذہین طلباء وطالبات امریکہ جا رہے ہیں جبکہ گزشتہ سال بھی 45 گئے تھے۔

یہ طلباء ہائی جینٹری کے انگلش اور کرسچن سکولوں سے منتخب کئے جاتے ہیں جب یہ طلباء وطالبات واشنگٹن ڈی سی (David city) پہنچتے ہیں تو تمام یہودی خاندان ان بچوں کو لینے کیلئے آئے ہوتے ہیں جن کے پاس ان طلباء نے ایک سال تک خاندان کا فرد بن کر رہنا ہوتا ہے اور انہیں ایک سال کیلئے ہوسٹ فادر، ہوسٹ مدر، ہوسٹ سٹرز اور ہوسٹ برادر کہہ کر پکارنا ہوتا ہے۔

اب آتے ہیں درثمین اور عمر شہزاد کے انٹرویو کے اقتباسات کی جانب، درثمین اپنے میزبان یہودی خاندان کے پاس شمالی کیرولینا کے شہر شاولر میں "ازدوک" ہوسٹ فادر، "سیم" ہوسٹ مدر اور "لورین" ہوسٹ سسٹر کیساتھ ایک سال گزارا اور درثمین نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ "شروع شروع میں تو وہاں بالکل دل نہ لگا لیکن آہستہ آہستہ وہ اپنے میزبان خاندان میں گھل مل گئی خاص طور پر ہوسٹ مدر "سیم" کیساتھ وقت اچھا گزرا اور مجھے وہاں کرسمس، ایسٹر اور یہودیوں کے ہلوکا اور ہیلوئین تہوار دیکھنے کا موقع ملا پاکستان سے جاتے وقت پہلے میرا خیال تھا امریکی مغرور ہوتے ہیں لیکن وہ بڑے کھلے دل کے مالک نکلے اسی طرح یہودیوں کے بارے میرا تاثر انتہائی منفی تھا لیکن وہاں کی کمیونٹی میں بھی مجھے احترام اور پیار ملا درثمین

نے ایک موقع پر بتایا کہ ہم نے وہاں سٹوڈنٹس کو پاکستان کے بارے میں پریزنٹیشن بھی دی پہلی مرتبہ تو بہت خوف زدہ تھی لیکن آہستہ آہستہ اعتماد بحال ہوتا گیا آج آپ مجھے دس ہزار کا مجمع بھی دیدیں تو میرا اعتماد متزلزل نہیں ہوگا۔

''عمر شہزاد'' کیلی فورنیا کے چھوٹے شہر کراس ویلی میں اپنے میزبان ٹم فک ہوسٹ فادر ''وبرا فک'' ہوسٹ مدر اور ''گریڈی''، ''کوڈی'' ''اور ''جیکب'' نام کے تین ہوسٹ برادرز کیساتھ ایک سال تک رہتا رہا عمر شہزاد نے بتایا مجھے وہاں کی معاشرتی آزادی اچھی لگی ہے میں گراس ویلی میں واحد مسلمان اور پاکستانی تھا، وہاں کمیونٹی میں میری مختلف مذاہب کے ماننے والوں سے ملاقات رہی اور ہمیں ایک دوسرے کو جاننے کا موقع ملا۔

درثمین اور عمر شہزاد نے بتایا کہ یہ ایک سال کا تجربہ ان کیلئے یادگار ہے اور اس نے ان کی شخصیت کا رخ تبدیل کر کے رکھ دیا ہے عمر شہزاد کا کہنا تھا کہ اب مجھ میں اور دوسرے پاکستانیوں میں اتنا فرق آ گیا کہ وہ یہودی سے گریز کریں گے اور میں ان سے پورے اعتماد سے بغل گیر ہوں گا۔

قارئین کرام! دیکھا آپ نے اس ایک سال کی یہودی رفاقت نے ان بچوں کی شخصیت کو تبدیل کر کے رکھ دیا ہر سال اسی طرح ایسے ذہن طلباء وطالبات امریکہ جاتے رہے تو اندازہ لگائیے کہ آئندہ چند برسوں میں ان جیسے کتنے بچوں کی شخصیت تبدیل ہوگی اور جب ان میں تبدیلی آئے گی تو یہ بچے اپنے اردگرد کتنے افراد کو متاثر کریں گے پھر عملی زندگی میں قدم رکھنے کے بعد کتنے خاندانوں کو متاثر کریں گے اس طرح یہودی کو جنگ کرنے کی ضرورت نہ رہے گی کیونکہ مسلمان کا ایمان بک چکا ہوگا۔ مسلمان مسلمان نہ رہے گا اب اگر آج مسلمان نام کا بھی ہے تو آئند یہ نسل شاید مسلمان کہلوانا بھی پسند نہ کرے گی۔

اس سے پہلے کہ یہ ایک بھیانک فتنہ برپا ہو ہمیں اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا ہوگا گلی گلی ،قریہ قریہ، گاؤں گاؤں ،شہر شہر ایسے پروگرام ترتیب دیے جائیں جن سے دین اسلام سے لگاؤ اور آقا علیہ الصلوۃ السلام سے محبت کے درس دیے جائیں یاد رہے کہ یہ کسی فرد واحد کا کام نہیں ہے ہم میں سے ہر ایک ذمہ داری ہے لہذا اپنی ذمہ داری کا احساس کر کے اپنے بچوں کو دنیاوی تعلیم کیساتھ ساتھ دینی تعلیم کے زیور سے بھی آراستہ کریں تا کہ بروز قیامت اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سرخرو ہو سکیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 31 سے آگے

بقیہ صفحہ نمبر 31 سے آگے

اس کی یاد میں اس میلے کو منایا جانے لگا۔ مسلمانوں کے لیے یہ ایک لمحہ فکریہ تھا مگر..........

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

قیام پاکستان کے بعد جب ہندو یہاں سے چلے گئے تو لاہور کے بعض منچلے اور نام نہاد لبرل مسلمانوں نے یہ ہندوانہ ریت اور رسم نہ صرف جاری رکھی بلکہ اسے مزید بڑھا چڑھا کر منایا جانے لگا۔ پہلے پتنگ اڑائے جاتے تھے اور وہ بھی کھلے میدانوں میں اور ایک دن کے لیے۔ اب یہ طوفانِ بدتمیزی کئی ہفتوں پر محیط ہو گیا۔ ہر چھت اور ہر گلی، ہر بازار اور کوچے میں پتنگ اڑانے کی واہیات رسم جڑ پکڑ گئی۔ مکانوں کی چھتوں پر منچلے پتنگ اڑانے کے ساتھ ہر جانب گھروں کے اندر تاک جھانک اور فقرہ بازی کی بدتمیز حرکت بھی کرتے ہیں، جس کی کئی شہری شکایات کرتے سنے گئے۔ لاہور میں شروع ہونے والی یہ بدتہذیبی دیکھتے ہی دیکھتے لاہور سے باہر بھی ہر مقام پر لغو انداز میں بطور تقریب منائی جانے لگی۔ پتنگ اڑانے کے ساتھ ساتھ ڈیک پر بہت بلند دھنوں میں فحش گانوں کا سوہانِ روح سلسلہ رات رات بھر جاری رہنے لگا۔ ہندو موسیقی نے ماحول کو پراگندہ کر دیا۔ رات بھر گولیاں چلنے اور مسلسل فائرنگ سے ماحول مزید متعفن ہو گیا۔ پتنگوں میں ایسی ڈور استعمال ہونے لگی جو تلوار کی دھار سے بھی تیز اور کسی بھی خطرناک ہتھیار سے زیادہ مہلک ثابت ہوئی۔ گولیاں لگنے سے بے شمار بے گناہ شہری بالخصوص بچے اور عورتیں موت کے منہ میں چلے گئے۔ راستہ چلتے ہوئے راہ گیر گلے میں ڈور پھرنے سے جان کی بازی ہارتے رہے۔ لاہور ہائی کورٹ کے ایک فیصلے کے بعد پنجاب حکومت نے چند سال قبل اس صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے اس قاتل رسم پر پابندی لگادی تھی۔

دنیا کا یہ واحد کھیل ہے کہ جو کھیل میں شریک کھلاڑیوں یا تماش بینوں ہی کی ہلاکت کا باعث نہیں بنتا بلکہ غیر متعلق اور پرامن شہریوں کے قتل کا بھی باعث بنتا ہے۔ کسی بھی مہذب معاشرے میں اس قسم کی تقریب کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ چند سال قبل بھارت کی ایک خاتون ہندو جج پاکستان آئی تو بسنت کا ماحول اور ہلاکتیں دیکھ کر اس نے بیان دیا کہ بلاشبہ بھارت میں بھی یہ تقریب منائی جاتی ہے مگر جو کچھ میں نے لاہور میں دیکھا، اس کا تصور بھی وہاں نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ایک ہندو خاتون کی طرف سے پاکستانیوں اور بالخصوص لاہوریوں کے منہ پر ایک زبردست طمانچہ تھا مگر افسوس کہ غیر اسلامی فکر اور ہندوانہ کلچر نے ان لوگوں کی غیرت و حمیت کا جنازہ نکال دیا ہے۔ بہت سے حکمران سرکاری سطح پر اس بے ہودہ رسم کی سرپرستی کرتے رہے ہیں۔ ان میں خاص طور پر فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اور پنجاب کے مقتول گورنر سلمان تاثیر کا نام سر فہرست تھا۔

اب پنجاب حکومت کے نئے فیصلے پر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے حکمرانوں کے سر میں پرویز مشرف اور سلمان تاثیر کی روح اور سوچ سما گئی ہے۔ یہ حکمران کہتے ہیں کہ یہ ایک صحت مند تفریح ہے۔ آسمان پر اڑتی پتنگیں، رات کو قمقموں کی روشنیاں اور ہر طرف خوشی کا سماں اچھا لگتا ہے۔ ان میں سے کئی ایک یہ بھی کہتے ہوئے سنے گئے ''جی چاہتا ہے کہ خود پتنگ اڑا کر بسنت منائیں''۔ گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا

تاریخ میں مذکور ہے کہ گورنر پنجاب زکریا خاں سے جب گستاخ رسول کے لیے نرمی اور عفو و درگزر کا معاملہ کرنے کی سفارشیں کی جانے لگیں تو ایک روز اس کے دربار میں ہندو اور سکھ مقررین کا ایک جرگہ ہاتھ جوڑے رحم کی درخواست کر رہا تھا۔ ایک ہندو رئیس نے کہا کہ جناب گورنر صاحب آپ تو اپنی نرم دلی کے لیے مشہور ہیں۔ اس نوجوان کو جو ماں باپ کا اکلوتا بیٹا ہے، معاف فرما دیں۔ زکریا خاں نے اس کے جواب میں کہا: ''ٹھاکر جی! میں نرم دل ضرور ہوں مگر نمک حرام نہیں ہوں۔ اگر آج میں نے اس مسئلے پر نرمی دکھائی تو کل قیامت کے روز، جب میں نرمی و عفو کا محتاج ہوں گا، مجھ سے نرمی نہیں برتی جائے گی!!'' آج ہمارے حکمرانوں کی سوچ اور لا ابالی پن نیز گستاخی رسول کو نظر انداز کر کے ان خیالات کا اظہار ایک لمحہ فکریہ ہے۔ کسی بھی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ ایک گستاخ رسول کی یاد میں منائی جانے والی رسم کا حصہ بنے۔ کیا ہمارے حکمران بطور امتی رسول اور مدینہ کی اسلامی ریاست قائم کرنے کے داعی ہونے کے ناطے اس موضوع پر سنجیدگی سے غور فرمائیں گے؟

عاصمہ حدید کی قومی اسمبلی میں ہرزہ سرائی

ڈاکٹر میمونہ حمزہ

قومی اسمبلی کے فلور پر رکن پی ٹی آئی ''عاصمہ حدید'' نے یہودیوں سے مفاہمت کے سلسلے میں کئی دلائل دیے ہیں، رکن اسمبلی نے خود اعتراف کیا کہ ان کا علم بہت زیادہ نہیں ہے لیکن پھر بھی انہوں نے اس ہرزہ سرائی کو ضروری سمجھا۔

انہوں نے کہا کہ پہلے حضور ﷺ خانہ کعبہ کی جانب رخ کر کے نماز پڑھتے تھے، پھر یہودیوں کو خوش کرنے کے لئے انہوں نے یروشلم کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا شروع کی، جو کہ یہود کا قبلہ تھا اور پھر ان کے درمیان مفاہمت اس طرح کروائی گئی کہ مسجدِ اقصیٰ کا قبلہ بنی اسرائیل کو دے دیا گیا اور خانہ کعبہ مسلمانوں کا قبلہ بنا دیا گیا۔

تحویلِ قبلہ کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ حضرت ابراہیمؑ کے زمانے سے اہلِ توحید کا قبلہ تھا، حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں بیت المقدس کی تعمیر ہوئی اور بنی اسرائیل نے اسے اپنا قبلہ بنالیا، اس لئے جب تک یہ شاخ امامت کے منصب پر رہی اسی کے قبلے کو قائم رکھا گیا۔ مکہ میں نماز پڑھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ اس رخ سے نماز پڑھتے تھے جہاں کعبہ اور بیت المقدس دونوں سامنے کے رخ پر ہوتے، کیونکہ اس سے پہلے بنی اسرائیل دنیا کی پیشوائی کے منصب پر تھے، مدینہ ہجرت کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی جانب رخ کر کے نماز پڑھی اور پھر جب تحویلِ قبلہ کا حکم آیا تو قبلے کی سمت بیت المقدس سے خانہ کعبہ کی جانب تبدیل کر دی گئی، کیونکہ اب امت محمدیہ کو امامت اور پیشوائی کے منصب فائز کر دیا گیا اور اس حکم کی حکمت خود اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کی کہ یہ دیکھنا مقصود تھا کہ ''من یتبع الرّسول ممّن ینقلب علی عقبیہ'' (البقرۃ) کہ کون رسولؐ کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹا پھر جاتا ہے۔ ایک جانب اہلِ عرب کے وطنی اور نسلی فخر کے بت کو توڑا گیا اور دوسری جانب بنی اسرائیل کے نسلی غرور میں مبتلا لوگوں کا غرور توڑا گیا جو اپنے آبائی قبلے کے سوا مشکل سے ہی کسی دوسرے قبلے کو برداشت کرتے، اس طرح تحویلِ قبلہ کا حکم ان لوگوں کے لئے کچھ بھی مشکل ثابت نہ ہوا جو محض اللہ کے پرستار تھے۔

نبی کریم ﷺ کا بار بار آسمان کی جانب نگاہ اٹھانا تحویلِ قبلہ سے پہلے اس حکم کے انتظار کی کیفیت کو واضح کرتا ہے، آپؐ خود محسوس فرما رہے تھے کہ بنی اسرائیل کی امامت کا دور ختم ہو چکا ہے اور اس کے ساتھ ہی بیت المقدس کی مرکزیت بھی رخصت ہوئی۔ اب اصل مرکزِ ابراہیمی کی طرف رخ کرنے کا وقت آگیا ہے۔ (دیکھئے تفہیم القرآن، جلد اوّل، ص ۱۲۰۔۲۱) یہ کوئی مصالحت نہیں تھی کہ یہود کو بیت المقدس دے دیا گیا اور مسلمانوں کو خانہ کعبہ، بلکہ بنی اسرائیل کو امامت کے منصب سے معزول کر کے امتِ محمدیہ کو یہ منصب عطا کر دیا گیا۔

موصوفہ کی کم علمی کا یہ عالم ہے کہ یہود دوستی اور ٹریٹی کی حمایت کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ بھی بنی اسرائیل میں سے ہیں، حالانکہ پرائمری اسکول کے بچے بھی اس تاریخ سے واقف ہیں، بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل کی حیثیت اور مذہبی پیشوائی اور بنی اسرائیل کی معزولی کو جانتے ہیں، قرآن جگہ جگہ بیان کرتا ہے کہ یہود تو آخری نبی کی آمد کے منتظر تھے اور اسی لئے اپنی الہامی کتاب کی نشانی کے مطابق کھجوروں کی سرزمین میں نئے نبی کے انتظار میں آباد ہوئے تھے، لیکن جب نبی کی آمد بنی اسماعیل میں ہوئی تو یہود نے اس نبی کو پہچاننے کے باوجود ماننے سے انکار کر دیا۔

محترمہ عاصمہ حدید یہود سے معاہدے کرنے کے جوش میں نبی کریم ﷺ کے یہود سے معاہدوں کے پس منظر اور ان کے اثرات سے بھی نابلد محسوس ہوتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت کے بعد گردوپیش کی فضا کو پرامن بنانے کے لئے غیر مسلموں سے معاہدے کئے، یہود سب سے قریبی ہمسائے تھے، ان سے ابھی تک مسلمانوں کو کوئی تکلیف بھی نہ پہنچی تھی، آپؐ نے ان سے معاہدے میں ایسی کشادہ دلی اور رواداری کی سنت قائم کی جو پوری دنیا میں آج بھی ایک مثال ہے، اس میں کسی تعصب کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا، کیونکہ یہودیوں کی دشمنی ابھی تک ان کے دلوں میں تھی اس لئے برابری کی بنیاد پر معاہدہ کیا گیا، جس میں اپنے اپنے دین پر عمل میں آزادی، اپنے اخراجات کا بوجھ خود اٹھانا اور ریاست کے کسی ایک فریق پر حملے کی صورت میں مل کر اس کا جواب دینا، وغیرہ شامل تھے۔ یہود اگر معاہدے پر عمل درآمد کی اعلیٰ مثال قائم کرتے تو کعب بن اشرف فتح بدر کے بعد خفیہ طور پر مکہ جا کر قریش میں بدلے کی آگ نہ بھڑکاتا، مدینہ آ کر ازواج النبی ﷺ کی شان میں گستاخانہ شاعری نہ کرتا، اور رسول اللہ ﷺ کی تائید کے ساتھ محمد بن مسلمہ اسے کیفر کردار تک نہ پہنچاتے۔ شاس بن قیس یہودی نے اوس و خزرج کے مسلمان قبائل میں قدیم دشمنی کی آگ بھڑکانی چاہی مگر رسول اللہ ﷺ کی بروقت مداخلت سے یہ آگ بھی ٹھنڈی ہو گئی، غزوہ بدر کی فتح کی خبر نے یہود کے خفیہ غیض و غضب کو بڑھا دیا، اس کے تینوں قبیلے دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے مگر بنو قینقاع سب سے بڑھ کر دشمنی پر آمادہ تھے، وہ قینقاع کی

آبادی میں آنے والے مسلمانوں پر آوازے کستے، ان سے ٹھٹھا کرتے اور استہزاء کا کوئی موقع نہ جانے دیتے، حتیٰ کہ انہوں نے مسلمان عورتوں سے بھی چھیڑ چھاڑ شروع کر دی، رسول اللہ ﷺ نے ان کے علاقے میں جا کر انہیں نصیحت کی مگر بنو قینقاع نے کوئی اثر نہ لیا، الٹاان کی ضد میں اضافہ ہو گیا اور ایک عورت کی بے عزتی کرنے پر یہود سے ہونے والا جھگڑا یہود کی جلاوطنی پر منتج ہوا۔ بنونضیر نے رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور بظاہر آپ کو دعوت پر بلایا، اللہ نے آپ ﷺ کو ان کے ارادے کی خبر دے دی اور آپؐ نے یہود کا محاصرہ کیا اور ان کی مدد کے لئے کوئی بھی نہ آیا اور وہ معاہدہ کر کے شام اور خیبر کی جانب جلاوطن ہوئے، غزوہ احزاب کے موقع پر یہود کے آخری قبیلے بنو قریظہ نے عین جنگ کے دوران رسول اللہ ﷺ سے کیا ہوا معاہدہ توڑ دیا اور کفار کے ساتھ مل گئے اور اس عہد شکنی کی سزا پر ان کے قبل جنگ مردوں کو قتل کیا گیا اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا گیا اور یہود کے ساتھ آخری کاروائی غزوہ خیبر میں ہوئی جہاں ان کا غرور چکنا چور ہو گیا، اور پھر وہ کبھی مسلمانوں کے مقابل کھلے میدان میں نہ آسکے۔ یہ حال ہے یہود سے نبوی معاہدوں کا جن کی جانب رکنِ اسمبلی متوجہ کر کے یہود کے ساتھ کسی اور ٹریٹی کی فرمائش کر رہی ہیں۔

محترمہ عاصمہ حدید کی کم علمی کا یہ حال ہے کہ وہ حضرت محمد ﷺ کو بنی اسرائیل کا نبی قرار دے رہی ہیں، کیا ہماری بہن نہیں جانتیں کہ حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے دو بڑی شاخیں نکلیں، ایک حضرت اسماعیلؑ کی اولاد جو عرب میں رہی اور بنی اسماعیل کہلائی، دوسرے حضرت اسحاقؑ کی اولاد، جو ان کے بیٹے یعقوب کے لقب اسرائیل سے نکلی اور بنی اسرائیل کے نام سے مشہور ہوئی، اسی شاخ میں جب پستی اور تنزّل کا دور آیا تو پہلے یہودیت پیدا ہوئی اور پھر عیسائیت نے جنم لیا۔ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے راہِ راست کا علم دیا اور انہیں اقوامِ عالم کی رہنمائی کی ذمہ داری سونپی۔ رسول اللہ ﷺ کا تعلق بنی اسماعیل سے تھا، اور یہود کے ایمان نہ لانے کا ایک سبب یہی دشمنی تھی کہ آخری نبی ﷺ جن کا وہ انتظار کر رہے تھے، بنی اسرائیل میں سے نہیں آئے تھے۔

عاصمہ حدید کہتی ہیں کہ ہم نماز میں بنی اسرائیل کے لئے دعا کرتے ہیں: اللھم صل علی محمد و علی آل محمد۔۔ کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم۔۔ اور پھر اس کی تشریح کرتی ہیں کہ آل ابراہیم سے مراد "یہود" ہیں اور ہم نماز میں ان کے لئے اور کرسچینز کے لئے دعائیں کرتے ہیں، آل ابراہیم میں تو ابولہب بھی تھا جس کے بارے میں قرآن نے فرمایا: "تبت یدا ابی لھب وّ تبّ" (سورۃ اللھب)

کیا دعا اور درود اہلِ ایمان کے لئے مخصوص نہیں؟ سورۃ البقرۃ میں ارشاد ہے:

(قال انّی جاعلك للنّاس اماماً ط قال ومن ذریتی ط قال لا ینال عھدی الظالمین) (۱۲۴)

"اس (اللہ) نے (ابراہیمؑ) سے کہا: میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔ ابراہیمؑ نے عرض کیا: اور کیا میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے؟ اس نے جواب دیا: میرا وعدہ ظالموں سے متعلق نہیں ہے۔"

اس سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے کہ گمراہ یہودی اور مشرک بنی اسرائیل اس وعدے کے مصداق نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آلِ ابراہیمؑ کو رزق عطا کرنے کا وعدہ تو کیا لیکن نہ ماننے والوں کو عذابِ جہنم کی طرف گھسیٹنے کا عندیہ بھی دیا، جو بدترین ٹھکانا ہے۔ (سورۃ البقرۃ، ۱۲۶)

اس لئے ہمارا درود پڑھنا اور رحمت اور برکت کی دعا آلِ ابراہیمؑ اور آل محمد ﷺ کے اسی حصے کو پہنچتی ہے جو ایمان والے ہیں۔

محترمہ عاصمہ حدید صاحبہ ہم نماز کی ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے سیدھے راستے کی ہدایت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں: "اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الّذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین" آمین

"ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تونے انعام فرمایا، انکا نہیں جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ان کا جو گمراہ ہوئے"۔

انعمت علیھم سے مراد انبیاء اور صالحین کا راستہ ہے،

المغضوب علیھم سے مراد یہود ہیں۔ یعنی ہمیں ان کے راستے پر نہ چلانا جن پر تیرا غضب نازل ہوا۔

ولا الضالین سے مراد عیسائی ہیں، جنہوں نے اپنا راستہ گم کر دیا۔

اور رسول اللہ ﷺ نے اس مفہوم کی تائید کی ہے۔

آخر میں عاصمہ سے ایک بات کہنا چاہوں گی، کہ اگر کوئی ڈاکٹر یہ کہہ دے کہ وہ طب کا زیادہ علم نہیں رکھتا تو وہ پھر بھی اس سے اپنی بیماری کا علاج کروائیں گی؟ ہم اپنے مرض کے لئے بہترین ڈاکٹر کا انتخاب کریں، تو کیا اہم ملکی اور دینی معاملات ہی اس قابل رہ گئے ہیں کہ جو چاہے بغیر علم کے ہرزہ سرائی کرنے لگے؟

آپ خود اس بات کا اقرار کر رہی ہیں کہ آپ کے پاس زیادہ علم نہیں، حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کے پاس ایک عام درجے کا علم بھی نہیں، پھر قومی اسمبلی جیسے اہم قانون ساز ادارے کے فورم پر آپ کو یہ ہرزہ سرائی کرنی چاہئے تھی؟؟ یہ قوم کا آپ سے سوال ہے۔

آپ کے بیان کی ویڈیو وائرل ہونا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اہل فکر و دانش کی پریشانی کا کیا عالم ہے، اور پوری قوم کس قدر شاک میں ہے۔

کیا آپ جیسی خاتون کو قانون سازی کے اس اہم ادارے کی ممبر ہونا چاہئے؟؟؟؟؟؟؟؟؟

بیکن ہاؤس ایک عفریت؟؟..........

سید فیروز ہدیٰ

کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی "سکول" کسی ریاست کو شکست دیدے؟؟ بیکن ہاؤس کا نام سب سے پہلے سوشل میڈیا پر تب گردش میں آیا جب وہاں موجود طالبات نے اپنے خون آلود پیڈز اور زیر جامے دیواروں پر چسپاں کر کے اپنی "آزادی" کا مظاہرہ کیا۔ پھر وہاں طلباء وطالبات کی مخلوط ڈانس محفلوں کی تصاویر سوشل میڈیا کی زینت بنیں۔ پھر وہاں پڑھائے جانیوالی نصابی کتب کے صفحات کی تصاویر شیر ہوئیں جن میں پاکستان کے ایسے نقشے تھے جہاں مقبوضہ اور آزاد کشمیر کے علاوہ گلگت بلتستان کو بھی انڈیا کا حصہ دکھایا گیا تھا اور ان کتابوں میں ان کو "انڈین سٹیٹس" لکھا گیا تھا۔ اور یہ معاملہ کسی ایک کتاب تک محدود نہیں تھا بلکہ تقریباً تمام کلاسز کی تمام کتابوں میں تھے جن کے خلاف سوشل میڈیا، میڈیا حتی کہ سپریم کورٹ کے احکامات بھی بے اثر ثابت ہوئے۔ بیکن ھاؤس کے خلاف سوشل میڈیا پر آواز اٹھانے والے بیکن ھاؤس کے سابق ملازم ارمغان حلیم کو اس قسم کے مواد کے خلاف آواز اٹھانے پر زدوکوب کیا گیا اور قتل تک کی دھمکیاں ملیں۔ بیکن ھاؤس اور اس کے ذیلی ادارے "دی ایجوکیٹر" میں انڈین سرمایہ کاری کا انکشاف ہوا۔ 1996ء میں ان سکولوں میں ورلڈ بینک کے ذیلی ادارے "انٹرنیشنل فائنینس گروپ" نے براہ راست کئی ملین ڈالر کی سرمایہ کی۔ بیکن ھاؤس پاکستان کا سب سے مہنگا سکول ہے۔ ایک اندازے کے مطابق بیکن ھاؤس ماہانہ 5 تا 6 ارب اور سالانہ 60 تا 70 ارب روپیہ پاکستانیوں سے نچوڑتا ہے۔ یہ پاکستان کے سابق وزیر خارجہ خورشید محمد قصوری کی بیگم نسرین قصوری کی ملکیت ہے جن کو ان کا بیٹا قاسم قصوری چلاتا ہے۔ یہ خاندان اس تعلیمی ادارے کی بدولت کھرب پتی بن چکا ہے۔ خورشید محمد قصوری وہی صاحب ہیں جس نے پندرویں آئینی ترمیم (شریعہ بل) کے خلاف احتجاجاً استعفی دیا تھا۔ (شائد اسلام سے نفرت اس پورے خاندان کے خون میں شامل ہے) لبرل ازم کا علمبر ادارہ "بیکن ھاؤس ہر سال پاکستانی سوسائیٹی میں اپنے تربیت یافتہ کم از کم 4 لاکھ طلبہ گھسیڑ رہا ہے۔ یہ طلبہ پاکستان کے اعلی ترین طبقات سے تعلق رکھتے ہیں جن میں سرکاری اداروں کے بڑے بڑے بیوروکریٹ، صحافی، سیاستدان، بزنس مین اور وڈیرے شامل ہیں۔ پاکستانی معاشرے میں سرائیت کرنے والے ان طلباء کی اکثریت تقریباً لادین ہے۔ وہ ان تمام نظریات اور افکار کا تمسخر اڑاتے نظر آتے ہیں جن پر نہ صرف ہمارا معاشرہ کھڑا ہے بلکہ جن کی بنیاد پر پاکستان بنایا گیا تھا۔ حد یہ ہے کہ ان طلباء کی اکثریت کو اردو سے بھی تقریباً نابلد رکھا جاتا ہے۔ (جو اسلام کے بعد پاکستان کو جوڑے رکھنے والا دوسرا اہم ترین جز ہے۔ پاکستان کے اعلی ترین طبقے سے تعلق رکھنے والے ان طلباء کی اکثریت بڑی تیزی سے پاکستان میں اہم ترین پوزیشنیں سنبھال رہی ہے۔ اسی طبقے کا ایک بڑا حصہ فوج میں بھی جا رہا ہے جو ظاہر ہے وہاں سپاہی بھرتی ہونے کے لیے نہیں جاتا۔ اگر بیکن ھاؤس اسی رفتار سے کام کرتا رہا تو آنے والے پانچ سے دس سالوں میں پاکستان ایک لبرل ریاست بن چکا ہوگا جس کے بعد اس کے وجود کو پارہ پارہ ہونے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔ مشہور زمانہ گرفتار شدہ ملعون ایاز نظامی کے الفاظ شائد آپ کو یاد ہوں کہ۔۔۔۔۔ ہم نے تمھارے کالجز اور یونیوسٹیز میں اپنے سلیپرز سیلز (پروفیسرز اور لیکچررز) گھسا دیئے ہیں۔ جو تمھاری نئی نسل کے ان تمام نظریات کو تباہ و برباد کر دینگے جن پر تم لوگوں کا وجود کھڑا ہے۔ انہیں پاکستان کی نسبت پاکستان کے دشمن زیادہ سچے لگیں گے۔ وہ جرات اظہار اور روشن خیالی کے زعم میں تمہاری پوری تاریخ رد کر دینگے۔ انہیں انڈیا فاتح اور تم مفتوح لگو گے۔ انہیں تمھارے دشمن ہیرو اور خود تم ولن نظر آؤ گے۔ انہیں نظریہ پاکستان خرافات لگے گا۔ اسلامی نظام ایک دقیانوسی نعرہ لگے گا اور وہ تمہارے بزرگوں کو احمق جانیں گے۔ وہ تمہارے رسول پر بھی بدگمان ہوجائینگے حتی کہ تمہارے خدا پر بھی شک کرنے لگیں گے "بیکن ھاؤس نے "تعلیم" کے عنوان سے پاکستان کے خلاف جو جنگ چھیڑ رکھی ہے اس کو روکنے میں میڈیا اور سپریم کورٹ دونوں ناکام نظر آرہے ہیں۔ اس "عفریت" کو اب عوام ہی زنجیر ڈال سکتے ہیں۔ یہ کام ہم سب نے ملکر کرنا ہے۔ بیکن ھاؤس کے حوالے سے جلد ہی دوبارہ نہ صرف سپریم کورٹ سے رجوع کیا جائیگا بلکہ محب وطن میڈیا چینلز اور حکومت وقت سے بھی اس حوالے سے کاروائی کا مطالبہ کیا جائیگا۔

سبیلِ ہدایت کی پالیسی

عوام النّاس خصوصاً نوجوانوں میں قرآن وسنّت کی تعلیمات کا فروغ اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع روشن کرنا اور مسلمانوں اور اسلام کے خلاف یہود ونصاریٰ اور ہنود کی خفیہ اور در پردہ سازشوں کو بے نقاب کرنا ہے۔ اگر آپ ہمارے پروگرام سے متفق ہیں تو ہمارا ساتھ دیجئے اگر نہیں تو کوئی اور راہ دکھائیے۔

تاریخ اسلام کا ایک گمشدہ ورق

معرکہ عین جالوت اور سلطان رکن الدین بیبرس

عدیل سلیم جملانی

تاریخ میں کئی واقعات ایسے ہیں کہ جن کے رونماء ہونے کے سبب کچھ ایسا منظر نامہ بنا جس نے یکا یک تاریخ کا دھارا موڑ دیا۔ 97ھ میں دمشق میں سلیمان بن عبدالمالک کا مسند خلافت سنبھالنا اور اس کے نتیجے میں قتیبہ بن مسلم کا چین کی سرحدوں سے، طارق بن زیاد کا فرانس سے اور محمد بن قاسم کا فتح سندھ کے بعد پلٹ جانا اس کی ایک مثال ہے۔ بعد میں اگرچہ ترک اور افغان فاتحین کے ذریعے ہندوستان میں تو اسلام پہنچ گیا مگر چین اور فرانس کی سرحدوں سے واپسی کے بعد عالم اسلام کی سرحدیں چودہ سو سال کے بعد بھی کاشغر (مشرقی ترکستان) سے آگے نہ بڑھ سکیں اور نہ ہی یورپ عالم اسلام میں شامل ہو سکا۔

اس کے علاوہ 1402ء میں جنگ انقرہ میں امیر تیمور کے ہاتھوں عثمانی سلطان بایزید یلدرم کی افسوس ناک شکست اور گرفتاری بھی ایک ایسا ہی واقعہ تھا کہ جس نے یکا یک تاریخ کا رخ موڑ دیا اور اس کے نتیجے میں پورے یورپ کی تسخیر کی خواہش عثمانی ترکوں کا خواب بن کر رہ گئی۔

اسی طرح کہا جاتا ہے کہ اگر 1815ء میں واٹرلو کے میدان میں نپولین کو شکست نہ ہوتی تو شاید دنیا کو جنگ عظیم اول اور دوم کی تباہ کاری کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

آج ہمارا موضوع ایک ایسی ہی معرکہ آرائی کا تذکرہ ہے جو 25 رمضان المبارک 658ھ ء بمطابق 1260ء کو مصر اور شام کے درمیان واقع عین جالوت کے مقام پر پیش آئی اور جس کے نتیجے میں عالم اسلام جو بظاہر تباہی کے دہانے پر پہنچ گیا تھا وہ مکمل بربادی سے بچ گیا، عامتہ الناس کو تو چھوڑیں ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ بھی "معرکہ عین جالوت" اور اس کے ہیرو "سلطان رکن الدین بیبرس" کے بارے میں بہت کم واقفیت رکھتا ہے۔ حالانکہ اس معرکہ آرائی کے نتیجے میں نہ صرف عالم اسلام کو سیاسی طور پر نئی زندگی ملی بلکہ حرمین شریفین کی حرمت کو لاحق شدید ترین خطرہ بھی ٹل گیا۔

تیرھویں صدی عیسوی کا سیاسی منظر نامہ

معرکہ عین جالوت کی اہمیت کو سمجھنے کیلئے تیرویں صدی عیسوی کے سیاسی منظر نامہ کو دیکھنا پڑے گا۔ یہ صدی عالم اسلام کے لئے نہایت پر آشوب تھی اور اس صدی میں جتنے مسلمان شہید ہوئے اتنے شاید نہ اس سے پہلے شہید ہوئے نہ اس کے بعد آج تک (دور جدید میں اکیسوی صدی عیسوی کا آغاز اگرچہ اب تک مسلمانوں کے لیے کچھ ایسی ہی صورت حال لیے ہوئے ہے۔)

بہر حال تیرھویں صدی عیسوی میں 1219ء میں منگولیا سے اٹھنے والا طوفان بلاخیز ایک کروڑ مسلمانوں کو بہا کر لے گیا۔ چنگیز خان نے پہلے تو چین کی عظیم تاریخی سلطنت کو برباد کیا پھر اس نے ماوراء النہر کے علاقوں کا رُخ کرتے ہوئے سمرقند، بخارا، تاشقند، مرو اور نسا سے لے کر خراسان کے علاقے ہرات تک اور نیشاپور سے لے کر دریائے سندھ کے ساحلی علاقوں تک تباہی اور بربادی کی داستانیں رقم کیں۔ وسطی ایشیا اور چین کے بعد مشرقی یورپ اور روس کے علاقے چنگیز خان کا شکار بنے۔ 1227ء میں چنگیز خان کی وفات کے بعد اوکتائی خان اس کا جانشین بنا۔ 1246ء میں اوکتائی خان کا بیٹا گیوک خان تیسرا خاقان اعظم منتخب ہوا اور 1251ء میں منگو خان جو تولی خان کا بیٹا تھا وہ چوتھا خاقان بنا۔ خاقان کی تبدیلیوں کے باوجود بھی منگول سلطنت کے حملے ارد گرد کے علاقوں میں جاری رہے اور اب ان کا نشانہ مسلمانوں کے علاوہ دوسری قومیں بھی بننے لگیں جن میں یورپی اور روسی قومیں بھی شامل تھیں۔

1258ء میں ہلاکو خان نے منگو خان کے گورنر کی حیثیت سے بغداد پر حملہ کر کے خلافت عباسیہ کا خاتمہ کر دیا۔ بغداد کے ساتھ ساتھ موصل حلب اور دمشق بھی ہلاکو خان کے ہاتھوں فتح ہو گئے۔ دمشق کے سوا (وہاں کے حاکم نے ہلاکو خان سے معاہدہ کر لیا تھا) عراق اور شام کے اکثر شہروں کو بغداد جیسی قتل و غارت گری کا نشانہ بنایا گیا۔ اس طرح تاتاری یلغار وسطی ایشیا سے نکل کر ایران، افغانستان، چین، روس اور ہندوستان کے اکثر علاقوں، مشرقی یورپ، شام، فلسطین، اور عراق کو نگل کر مصر کے دروازے تک پہنچ گئی۔

1241ء میں منگولوں نے لاہور پر حملہ کرتے ہوئے اس شہر کو بھی تخت و تاراج کر دیا۔ 1237ء سنہ میں باتو خان بلغاریہ پر قبضہ کر چکا تھا اور 1241ء میں اس نے Leighitz لائگنٹز کے میدان میں جرمنوں کو شکست سے دوچار کیا۔ اسی سال منگولوں نے شاہ ہنگری کو بھی شکست دے دی۔ مختصر یہ کہ تیرھویں صدی عیسوی کے وسط میں منگول وسطی ایشیا سے نکل کر چاروں طرف پھیل گئے تھے اور ہر طرف ان کی قتل و غارت گری اور فتوحات جاری تھیں۔ منگول سلطنت چار حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی مگر منگولیا کا خان اب بھی پوری سلطنت کا حکمران سمجھا جاتا تھا۔

ایسے میں ہلاکو خان تین لاکھ کے ٹڈی دل لشکر کے ہمراہ عراق، شام، فلسطین کے شہروں کو فتح کر کے مصر پر حملہ آور ہو گیا۔ مصر کے بعد براہ راست منگول خطرہ حجاز کی مقدس سرزمین کے سامنے آ گیا تھا جس میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے شہر آباد تھے۔ یعنی اگر ہلاکو خان مصر کو بھی فتح

کر لیتا تو اس کے بعد حجاز کے مقدس مقامات تک اس کی راہ میں کوئی قابل ذکر حکومت نہیں تھی۔1260ء بمطابق 658ھ کے رمضان المبارک میں مصر اور شام کے سرحدی علاقے ''عین جالوت'' کے مقام کو ہلاکو خان کی تین لاکھ فوج مصر کے مملوک سلطان کے بیس ہزار کے مختصر سے دستے کے سامنے کھڑی تھی!

مصر کے مملوک سلطان

تیرہویں صدی عیسوی کے سیاسی منظر نامے کے بعد آئیں اب ذرا مملوک سلطنت کا کچھ تعارف حاصل کرتے ہیں جو نہ صرف بغداد کی خلافت ختم ہونے کے بعد قاہرہ کی عباسی خلافت کی شکل میں عالم اسلام کا مرکز قرار پائی بلکہ تین سو سال تک صلیبی حملہ آواروں کے سامنے بیت المقدس کا دفاع کرتی رہی۔

اسلامی تاریخ کی خاصیت ہے کہ مسلمانوں نے غلاموں کے ساتھ کبھی بھی وہ سلوک روا نہیں رکھا جو رومیوں کے زمانے سے لے کر پچھلی صدی تک مغربی ممالک میں کیا گیا۔ اسلامی معاشرے میں غلاموں کو برابری کا درجہ دینے کے نتیجے میں غلام دینی اور دنیاوی سطح پر ترقی کے بلند ترین مقام تک پہنچے۔

مصر کے مملوک سلطان اور ہندوستان کا خاندان غلاماں ان غلام سرداروں پر مشتمل تھا جو ترقی کرتے کرتے حاکم وقت بن گئے۔ مصر میں بحری اور برجی مملوک حکمرانوں نے تین سو سال تک حکومت کی۔ ان سلاطین میں جانشینی کے وقت سخت کشمکش ہوتی اور طاقتور غلام امیر سلطان بن جاتا۔ یعنی ان میں جانشین کے طور پر بیٹا حکومت نہیں حاصل کر پاتا تھا۔

سلطان رکن الادین بیبرس

1223ء میں خوارزم شاہ کے ایک درباری کے گھر بیٹا پیدا ہوا اور اس کا نام محمود رکھا گیا۔ خوارزم شاہ کسی بات پر اس درباری سے خفا ہو گیا اور اسے قید کر لیا گیا۔ اس طرح یہ اعلیٰ خاندان گردش میں آ گیا۔ اسی دوران خوارزم کی سلطنت چنگیزی حملوں کی زد میں آ کر تباہ ہو گئی اور تاتاریوں نے مسلمان بچوں اور جوانوں کو قید کر کے غلام بنا کر فروخت کرنا شروع کر دیا۔ محمود بھی انہی بچوں کی طرح غلام بن کر مختلف ہاتھوں فروخت ہوتا رہا اور آخر میں مصر کے بازار میں فروخت کیلئے لایا گیا۔ مصر میں مختلف ہاتھوں سے ہوتے ہوئے محمود فاطمہ نامی ایک نیک خصلت خاتون کی تحویل میں آ گیا۔ فاطمہ کا ایک بیٹا فوت ہو گیا تھا جس کا نام بیبرس تھا۔ محمود کی شکل اس لڑکے بیبرس سے ملتی تھی چنانچہ فاطمہ نے محمود کا نام بدل کر بیبرس رکھ دیا اور اسے اپنا بیٹا بنا لیا۔ فاطمہ کا ایک بھائی مصر کے سلطان الملک صالح نجم الدین کے دربار سے منسلک تھا۔ اس کی ملاقات جب بیبرس سے ہوئی تو وہ اسے قاہرہ سلطان کے دربار میں لے گیا۔ سلطان الملک صالح نے کئی لاوارث لڑکے اپنی کفالت میں لیے ہوئے تھے۔ ان لڑکوں کی اچھی تعلیم و تربیت کی جاتی، خوراک کا خیال رکھا جاتا اور سخت جنگی تربیت کے مراحل سے گزارا جاتا۔ اس طرح یہ لڑکے سلطان کے وفادار بن جاتے اور سلطان کے ذاتی فوج میں شامل کر لیے جاتے۔ (یہی طریقہ بعد میں ترکوں نے اختیار کیا اور عثمانی سلاطین کی مشہور زمانہ افانوی شہرت کی حامل فوج ''ینی چری'' ایسے ہی غلام لڑکوں پر مشتمل ہوتی تھی)

بہرحال محمود براہ راست سلطان مصر کے زیر نگرانی تربیت پا کر رکن الدین بیبرس کے نام سے مصر کی فوج میں شامل ہو گیا اور اپنی لیاقت اور مہارت کے سبب مصری فوج کا سالار شمار ہونے لگا۔

25 رمضان 658ھ

مصر شام اور فلسطین کے سرحدی علاقوں پر مشتمل عین جالوت کا میدان ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میدان کو عین جالوت اس لیے کہتے ہیں کہ یہاں حضرت داوٗدؑ نے جالوت نامی ایک ظالم اور جابر بادشاہ کو شکست دی تھی۔ اس معرکہ آرائی کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ بیان کیا ہے،

ترجمہ: ''اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو اور اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی اور جو چاہا اسے سکھایا۔''

(البقرۃ: آیت نمبر: 251)

عین جالوت کے معنیٰ ''جالوت کا چشمہ'' کے ہیں اور اس علاقے میں اب 658ھ میں ہلاکو خان تین لاکھ کے لشکر کے ساتھ مصر پر حملہ آور تھا۔ اس وقت مصر کا حاکم مملوک سلطان سیف الدین قطز تھا اور رکن الادین بیبرس اس کا سپہ سالار۔ سلطان قطز کی فوج کسی بھی طرح تین لاکھ کے لشکر جرار کا مقابلہ کرنے کے قابل نہ تھی اور اب مصر کی شکست کا مطلب تھا کہ ہلاکو خان کی رسائی حجاز مقدس کے شہروں اور حرمین شرفین تک ہو جاتی اور پھر مراکش، شمالی افریقہ کے مسلم علاقے اور پھر اندلس!

مگر اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے عالم اسلام کو بچا لیا۔ ایک معجزہ رونما ہوا اور ہلاکو خان کو اپنی فوج کا ایک بڑا حصہ لے کر قراقرم واپس جانا پڑا۔ قراقرام کے چوتھے خاقان اعظم منگو خان کا انتقال ہو گیا اور دنیا بھر سے تاتاری شہزادے قراقرم کے مرکزی جرگے جسے قرولتائی کہا جاتا تھا اس میں شرکت کرنے کیلئے قرقرم روانہ ہو گئے۔ ہلاکو خان نے اپنے نائب کتبغا خان کو بیس ہزار کا لشکر سونپ کر واپس قراقرم کی راہ اختیار کی۔

یہاں اس دھمکی آمیز خط کا ذکر ضروری ہے جو تاتاریوں کی طرف سے قطز کو لکھا گیا تھا، یہ خط ہلاکو خان کی طرف سے لکھا گیا تھا یا کتبغا خان کی طرف سے اس بارے میں تاریخ میں مختلف روایات ملتی ہیں۔ بہرحال تاتاری سفیر نے یہ خط سلطان قطز کو پیش کیا۔

''یہ اس کا فرمان ہے جو ساری دنیا کا آقا ہے کہ اپنی پناہ گاہیں منہدم کر دو، اطاعت قبول کر لو، اگر تم

نے یہ بات نہ مانی تو پھر تم کو جو کچھ پیش آئے گا وہ بلند و بالا اور جاودانی آسمان کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔"

غالب امکان ہے کہ خط ہلا کو خان نے قراقرم روانگی سے قبل بھیجا تھا جس میں صاف انداز میں اعلان جنگ کیا گیا تھا۔ بہرحال تاتاری سفیر نے رعونت آمیز انداز میں یہ خط سلطان مصر کے سامنے پھینک دیا۔ یہ انداز دیکھ کر سلطان مصر اور رکن الدین بیبرس کی آنکھیں غصے کے عالم میں سرخ ہو گئیں۔ سلطان کو خط کے مندرجات پڑھ کر سنائے گئے تو سلطان نے سفیر سے کہا کہ ہمارا ہلا کو خان سے کوئی جھگڑا نہیں لہٰذا اسے چاہیے کہ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ کر واپس چلا جائے، اس پر سفیر نے جواب دیا،

"تو گویا چاہتے ہو کہ تمہارا بھی وہی حشر کیا جائے جو ہم تمہارے خلیفہ کا کر کے آئے ہیں۔ جان لو کہ ہمارے آقا کی قوت لامحدود ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔"

تاتاری سفیر کا یہ انداز دیکھ کر سلطان مصر آگ بگولہ ہو گیا اور اس نے کہا۔۔۔،

"ان تاتاریوں کی زبانیں گدی سے کھینچ کر انہیں قتل کر دیا جائے۔ ہمارے طرف سے خط کا جواب یہی ہے۔"

بہرطور 15 رمضان 658ھ بمطابق 1260ء میں عین جالوت کے میدان میں منگول سالار کتبغا خان اپنے لشکر کے ساتھ مقیم تھا کہ سلطان قطز اور امیر رکن الدین بیبرس افواج مصر کے ساتھ آموجود ہوئے۔ ہلا کو خان کی روانگی کے بعد دونوں لشکروں میں عددی توازن تقریباً برابر ہو گیا تھا کیونکہ تاتاری لشکر کا بڑا حصہ ہلا کو خان اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ عملی طور پر افواج کی کمان رکن الدین بیبرس کے پاس تھی۔ بیبرس تاتاریوں کے قصے سن کر کہا کرتا تھا کہ "وقت آنے دو ہم ان وحشیوں کو بتا دیں گے کہ صرف وہ ہی لڑنا نہیں جانتے بلکہ دنیا میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اِن کی گردنیں دبوچ سکتے ہیں۔" کتبغا خان کو ہلا کو خان کی طرف سے واضح ہدایات تھیں کہ اس کی واپسی تک اسی جگہ قیام کرے اور مصر پر ہرگز حملہ آور نہ ہو۔ امیر رکن الدین بیبرس کو جب ہلا کو خان کی واپسی کی اطلاع ملی تو اس نے سلطان قطز کو فوراً منگولوں پر حملہ کرنے کا مشورہ دیا۔ اس طرح باقاعدہ طور پر آگے بڑھ کر رکن الدین بیبرس نے منگول لشکر پر حملہ کر دیا۔ عین جالوت کی اس تاریخ ساز جنگ میں رکن الدین بیبرس نے تاتاریوں پر ان کا اپنا طریقہ حرب استعمال کیا۔ اس نے اپنے چند دستے ایک گھاٹی میں گھات لگا کر بٹھا دیے۔ بیبرس نے ابتدائی طور پر پسپائی کا انداز اختیار کیا اور منگول اس کی چال میں آ کر گھاٹی میں پھنس گئے۔ گھات لگا کر دشمن کو تنگ جگہ لا کر پھنسانا تاتاریوں کا اپنا انداز جنگ تھا جو رکن الدین بیبرس نے خود ان پر استعمال کیا اور ماضی کی فتوحات کے نشے میں سرشار کتبغا خان بیبرس کی چال میں آ گیا۔ گھاٹی میں گھات لگائے محفوظ مصری دستے نے منگولوں کو تحس نحس کر دیا۔ منگول لشکر میں ابتری پھیل گئی اور وہ دو اطراف سے مسلمانوں میں گھر گئے۔ بیبرس نے منگول فوج کا قتل عام کیا اور انہیں اس بری طرح سے مارا کہ تاریخ میں اس سے پہلے تاتاریوں کے ساتھ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ کتبغا خان بیبرس کے ہاتھوں گرفتار ہوا اور بیبرس نے اسے قتل کر دیا۔ منگول لشکر مکمل طور پر قتل یا گرفتار ہو گیا تھا۔ مقتول سالار کتبغا خان کی لاش کی نمائش قاہرہ کی گلیوں میں تاتاری قیدیوں کے ساتھ کی گئی اور بعد ازاں ان قیدیوں کو بھی قتل کر دیا گیا۔

معرکہ عین جالوت کے نتائج

عین جالوت کے میدان میں تاتاریوں کی شکست کی خبریں شام اور فلسطین کی منگول مقبوضات میں آگ کی طرح پھیل گئیں۔ مسلمانوں نے منگول حاکموں کے خلاف بغاوت کر دی اور جگہ جگہ سے خبریں آنے لگیں کہ مسلمانوں نے تاتاریوں سے شہر واپس لینے شروع کر دیے ہیں۔ اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے شام اور فلسطین کی اکثر مقبوضات منگول تسلط سے آزاد ہو گئیں۔ اس طرح منگولیا سے اٹھنے والی کالی آندھی چالیس سال تک مظلوم مسلمانوں کا خون پی کر 1260ء میں عین جالوت کے میدان میں رکن الدین بیبرس کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچ گئی۔ اگرچہ اس کے بعد بھی تاتاریوں نے مسلمانوں کے علاقوں پر کئی حملے کیے مگر ان کے ناقابل شکست رہنے کا تاثر ختم ہو گیا تھا اور اب مسلمان ہر جگہ ڈٹ کر ان کا مقابلہ کرتے تھے۔ ہندوستان پر مسلسل تاتاری حملے اور خلجیوں کا کامیاب دفاع اس کی ایک روشن مثال ہے۔

رکن الدین بیبرس کا مصر کے تخت پر قبضہ کرنا

پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ مملوک سلاطین میں جانشینی کا کوئی نظام نہیں تھا بلکہ طاقتور امیر ہی حاکم اور سلطان بن جاتا تھا۔ معرکہ عین جالوت سے قبل سلطان مصر سیف الدین قطز اور رکن الدین بیبرس کے درمیان معاہدہ طے پایا تھا کہ فتح کے بعد شام میں حلب اور اس کے اطراف کے علاقے بیبرس کے تصرف میں دے دیے جائیں گے۔ مگر بعد میں سیف الدین قطز مکر گیا اور اس طرح قطز اور بیبرس کے درمیان رنجش پیدا ہو گئی اور معرکہ عین جالوت کے چند دنوں بعد ہی پراسرار طور پر سلطان قطز قتل کر دیا گیا اور رکن الدین بیبرس سلطان مصر بنا گیا۔ سلطان قطز کے پراسرار قتل میں تاریخ میں سلطان بیبرس کا نام مشکوک انداز میں لیا جاتا ہے۔

ہلا کو خان کا انجام

سقوط بغداد کے حوالے سے ہلا کو خان کو تو اکثر

قارئین جانتے ہوں گے۔مگر اس مردخونخوار کا انجام کیا ہوا؟ اس سے اکثر لوگ ناواقف ہیں۔آیئے یہاں کچھ تذکرہ ہلاکو خان کے انجام کا کیے دیتے ہیں۔منگول قرولتائی سے فارغ ہو کر ہلاکو خان واپس لوٹ آیا۔وہ سلطان بیبرس سے انتقام لینے کیلئے بے چین تھا۔دوسری طرف قدرت کا قانون حرکت میں آچکا تھا۔اس دفعہ تاتاریوں کو ان کے اپنے ہی ہاتھوں سے شکست کھانا تھی۔بخارا کی خانقاہ کے شیخ سیف الدین ایک صوفی بزرگ تھے اور ان کی کوششوں سے چنگیز خان کا ایک دوسرا پوتا اور جوجی خان کا بیٹا برکی خان مسلمان ہو گیا۔قبل اس کے کہ ہلاکو خان سلطان بیبرس سے بدلہ لیتا اور حجاز مقدس کی طرف پیش قدمی کرتا برکی خان کی سربراہی میں ایک منگول لشکر اس کے سامنے آگیا۔اس طرح چنگیز خان کے دو پوتے آمنے سامنے آگئے اور برکی خان کے ہاتھوں ہلاکو خان کو شکست ہو گئی اور اس شکست کے صدمے سے تاب نہ لا کر وہ ہلاک ہو گیا۔

اس پر علامہ اقبال نے اپنا مشہور زمانہ شعر کہا۔

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

سلطان بیبرس اور نویں صلیبی جنگ

سلطان رکن الدین بیبرس کو نویں اور آخری صلیبی جنگ کا ہیرو بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔منگولوں سے فارغ ہو کر اس نے شام، فلسطین اور مصر کی عیسائی مقبوضات کی طرف توجہ دی اور ایک کے بعد ایک عیسائی علاقوں کو فتح کرنا شروع کیا۔1270ء میں فرانس کا شہنشاہ لوئی نہم "یروشلم ہمارا ہے" کے نعرہ لگاتا یورپ کی صلیبی افواج نائٹس اور ٹیمپلرس کو ساتھ لیے مصر پر حملہ آور ہو گیا۔سلطان رکن الدین بیبرس نے یہاں بھی شہنشاہ لوئی نہم کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور صلیبیوں کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر دیا۔فرانس کا شہنشاہ لوئی نہم بیبرس کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا اور بعد میں اسے کثیر رقم کے عوض رہا کیا گیا۔اس صلیبی جنگ کے بعد دوبارہ یورپی افواج صلیبی جنگ کے نام پر عالم اسلام پر حملہ آور نہیں ہوئیں۔اس طرح اسے آخری صلیبی جنگ کہا جاتا ہے۔یعنی منگول یلغار اور صلیبی جنگیں دونوں کا خاتمہ سلطان رکن الدین بیبرس کے ہاتھوں سے ہوا اور افسوس کی بات ہے کہ یہ کردار ہماری تاریخ میں اب وقت کی گرد تلے دب کر گمنام ہو چکا ہے۔

خلافت عباسیہ کا احیاء

سلطان رکن الدین بیبرس کا ایک اور انمول کارنامہ جو اکثر لوگوں کے علم میں نہیں وہ خلافت عباسیہ کا احیاء ہے۔سقوط بغداد کے بعد عالم اسلام خلافت جیسی مرکزیت سے محروم ہو چکا تھا۔عالم اسلام پر سکتہ طاری تھا کہ خلافت کے خاتمے کے بعد اب اس کا احیاء کیسے اور کس کے ہاتھوں ہوگا۔اللہ تعالیٰ نے اس مبارک کام کیلئے بھی سلطان رکن الدین بیبرس کا انتخاب کیا۔1262ء، میں خلیفہ ظاہر کا ایک بیٹا ابوالقاسم احمد منگول قید سے رہا ہو کر مصر آگیا۔سلطان بیبرس اسے قاہرہ لے آیا اور اس وقت کے مشہور عالم دین عزیز الدین عبدالسلام کے سامنے ابوالقاسم کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرتے ہوئے خلافت عباسیہ کا احیاء کیا۔اس طرح عالم اسلام کو خلافت عباسیہ مصر کے روپ میں مرکزیت حاصل ہو گئی۔اگرچہ یہ خلافت برائے نام ہوتی تھی اور اقتدار مملوک سلطان کے پاس ہی ہوتا تھا مگر پھر بھی خلیفہ کو عالم اسلام میں ایک احترام حاصل تھا۔یہ خلافت عثمانی ترکوں کے ہاتھوں مصر کی فتح تک قائم رہی اور پھر بعد میں خلافت کا ادارہ عثمانی ترکوں کو منتقل ہو گیا۔

اس کے علاوہ سوڈان کے عیسائی بادشاہ ڈیوڈ کو بھی سلطان بیبرس نے شکست سے دوچار کیا اور قلعہ الموت کے باطنی حشیشین فدائیوں کے خلاف بھی سلطان بیبرس نے حملے کیے۔

عالم اسلام کا یہ عظیم سالار اور مجاہد اعظم 1277ء میں اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔حیرت اس بات پر ہے کہ ہمارے تاریخ دانوں نے سلطان بیبرس پر بہت کم لکھا ہے اور تاریخ کے طالب علم بہت کم اس بارے میں واقفیت رکھتے ہیں۔منگول سیلاب سے حرمین الشریفین کی حفاظت، فرانس کے شہنشاہ سے بیت المقدس کا دفاع اور بغداد کی تباہی کے بعد خلافت اسلامیہ کا دوبارہ احیاء سلطان رکن الدین بیبرس کے وہ سنہری کارنامے ہیں، جو اسے ہمیشہ تاریخ اسلام میں زندہ جاوداں رکھیں گے۔

اہم اعلان

معاصر رسائل و جرائد یا اداروں کو کوئی بھی مضمون پسند آئے اور وہ اپنے رسائل میں شائع کرنا چاہیں تو ہم سے کمپوزڈ شدہ مضمون بذریعہ ای میل منگوالیں تاکہ ان کا وقت بچے۔ ادارہ

sabeelh@gmail.com

اپنے ہونے کا ثبوت دیجئے

ہماری کوشش تو ہے کہ ہر ماہ سبیل ہدایت آپکی خدمت میں ارسال کیا جاتا رہے۔جب بھی آپ کو ماہنامہ موصول ہو اس کی اطلاع بذریعہ فون، ایس ایم ایس، ای میل، یا خط ضرور دیں۔اگر ماہنامہ کی کاپی آپ کو مس پرنٹ یا صفحات کی بے ترتیبی پر مشتمل موصول ہو تو اطلاع کر کے دوبارہ منگوالیں۔کوشش کیجئے کہ کم از کم 5 احباب کو ماہنامہ جاری کروائیں تاکہ علم کی یہ شمع روشن رہے۔ ادارہ



جہاں سوشل میڈیا مثلاً فیس بک، ٹیوٹر، واٹس ایپ پر جہالت اور اخلاقی اقدار کی پامالی کا دور دورہ ہے وہاں بعض مرتبہ اچھی تحریریں بھی مل جاتی ہیں جنہیں پڑھ کر ایک سبق حاصل کیا جاسکتا ہے۔ہم انشاء اللہ ہر ماہ سوشل میڈیا سے انتخاب کے عنوان سے آپ کی خدمت میں ایسے موتی چن چن کر لاتے رہیں گے۔ جن سے کسی طرح اخلاقی پہلو، اسلامی اقدار کی عظمت اور اللہ رب العزت اور پیارے آقا کریم ﷺ کی محبت اجاگر ہو۔ادارہ

نورا ڈاکو

مولانا ضیاء اللہ صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا، فرماتے ہیں۔" مجھے وہاڑی کے ایک گاؤں سے بڑا محبت بھرا خط لکھا گیا کہ مولانا صاحب ہمارے گاؤں میں آج تک سیرۃ النبی ﷺ پر بیان نہیں ہوا۔ ہمارا بہت دل کرتا ہے ،آپ ہمیں وقت عنائیت فرمادیں ہم تیاری کر لیں گے۔" میں نے محبت بھرے جذبات دیکھ کر خط لکھ دیا کہ فلاں تاریخ کو میں حاضر ہوجاؤں گا۔ دیئے گئے وقت پر میں فقیر ٹرین پر سے اُتر کر تانگہ پر بیٹھ کر گاؤں پہنچ گیا تو آگے میزبانوں نے مجھے ہدیہ پیش کر کے کہا مولانا آپ جا سکتے ہیں ہم بیان نہیں کروانا چاہتے۔ وجہ پوچھی تو بتایا کہ ہمارے گاؤں میں ٪90 قادیانی ہیں وہ ہمیں دھمکیاں دیتے ہیں کہ نا تو تمہاری عزتیں نہ مال نہ گھر بار محفوظ رہیں گے اگر سیرۃ النبی ﷺ پر بیان کروایا تو۔ مولانا ہم کمزور ہیں غریب ہیں تعداد میں بھی کم ہیں اس لیئے ہم نہیں کر سکتے۔" میں نے لفافہ واپس کر دیا اور کہا بات تمہاری ہوتی یا میری ہوتی تو واپس چلا جاتا بات مدینے والے آقا ﷺ کی عزت کی آگئی ہے اب بیان ہوگا ضرور۔ وہ گھبرا گئے کہ آپ تو چلے جائیں گے مسئلہ تو ہمارے لئے ہوگا۔ میں نے کہا،" اس گاؤں کے آس پاس کوئی ڈنڈے والا ہے؟" انہوں نے بتایا کہ گاؤں سے کچھ دُور نوُرا ڈاکو ہے پورا علاقہ اس سے ڈرتا ہے۔ میں نے کہا چلو مجھے لے چلو نورے کے پاس جب ہم نورے کے ڈیرے پر پہنچے دیکھ کر نورا بولا اَج خیراے مولوی کیوں آگئے نیں؟ میں نے کہا کہ بات حضور ﷺ کی عزت کی آگئی ہے تم کچھ کرو گے؟ میری بات سن کر نورا بجلی کی طرح کھڑا ہوا اور بولا،" میں ڈاکو ضرور آں پر بے غیرت نئیں آں۔ ہمیں لے کر چل نکلا مسجد میں 3 گھنٹے بیان کیا میں نے۔ اور نورا ڈٹ کر کھڑا رہا آخر میں نورے نے یہ کہا کہ اگر کسی نے مسلمانوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو نورے سے بچ نہیں سکے گا۔ میں واپس آگیا کچھ ماہ بعد میرے گھر پر ایک آدمی آیا سر پر عمامہ چہرے پر داڑھی زبان پر درود پاک اور میں نے پوچھا،" کون ہو..؟". وہ رو کر بولا،" مولانا میں نورا ڈاکو آں۔ جب اس دن میں واپس گھر کو لوٹا جا کر سو گیا۔ آنکھ لگی ہی تھی پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ میرے خواب میں تشریف لائے میرا ماتھا چوما اور فرمایا،" آج تو نے میری عزت پر پہرا دیا ہے، میں اور میرا اللہ ﷻ تم پر خوش ہو گئے ہیں۔ اللہ ﷻ نے تیرے پچھلے سب گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔" مولانا صاحب اس کے بعد میری آنکھ کھلی تو سب کچھ بدل چکا تھا اب تو ہر وقت آنکھوں سے آنسو ہی خشک نہیں ہوتے مولانا صاحب میں آپ کا شکریہ ادا کرنے آیا ہوں آپ کی وجہ سے تو میری زندگی ہی بدل گئی میری آخرت سنور گئی ہے۔

مکان برائے فروخت

پراپرٹی ڈیلر نے اشتہار پڑھا
"مکان برائے فروخت"

اس نے مکان کا وزٹ کیا اور ہمراہ ایک پارٹی کو لے کر گیا جو مطلوبہ مکان خریدنا چاہتی تھی جیسے ہی یہ لوگ اس گھر کے دروازے پر پہنچے ایک عمر رسیدہ بزرگ نے انہیں اندر آنے کی دعوت دی اور ڈرائنگ روم میں بیٹھنے کا کہا کچھ دیر بعد ایک عمر رسیدہ خاتون خانہ چائے کی ٹرالی ٹیبل سجائے ہوئے ان لوگوں کی طرف آرہی تھی جس پر چائے کے علاوہ گاجر کا حلوہ، نمکو، بسکٹ اور کچھ مٹھائی رکھی ہوئی تھی۔

وہ دونوں میاں بیوی ہمارے سامنے بیٹھ گئے اور ہمیں چائے نوش کرنے کی اجازت دینے لگے میں نے ان سے کہا ہماری آج پہلی ملاقات ہے اور ہم مکان کی بات چیت کرنے آئے ہیں اور آپ نے اتنا تکلف کیوں کیا؟

باباجی نے دھیمے سے لہجے میں کہا بیٹا آپ چائے نوش فرمائیں مکان کی بات بعد میں ہوتی رہے گی ہم سب لوگ چائے سے لطف اندوز ہوتے رہے اور ساتھ کچھ گفتگو کرتے رہے کچھ دیر بعد چائے وغیرہ پی کر میں نے باباجی سے پوچھا آپ مکان کی بات کریں یہ مکان آپ کتنے میں دیں گے؟ تو باباجی نے کہا مکان کی قیمت پچاس لاکھ روپے ہے میں حیران ہو کر بولا باباجی آپ کا مکان تو تیس لاکھ روپے کا بھی نہیں اور آپ پچاس لاکھ مانگ رہے ہیں؟ حیرت کی بات ہے آپ نے ہمیں چائے پلا کر ہم پر احسان کیا ہے اور مکان کی

قیمت بھی بہت زیادہ مانگی ہے لہٰذا ہمارا سودا نہیں ہو سکتا تو بابا جی نے کہا کوئی بات نہیں یہ کھانا پینا کچھ نہیں انسان اپنے نصیب کا کھاتا ہے۔ خیر ہم دو تین گھنٹے وہاں گزار کر خالی ہاتھ واپس لوٹ آئے۔

تین مہینے بعد میں نے اخبار میں پھر سے اسی مکان کی فروخت کا اشتہار پڑھا اور تعجب ہوا کہ ابھی تک بابا جی کا مکان نہیں بکا دوبارہ رابطہ کرنے کے لئے ایک دوسری پارٹی کو ساتھ لے کر بابا جی کا مکان دیکھنے چلا گیا جیسے ہی دروازہ کھٹکھٹایا تو بابا جی نے پرتپاک طریقے سے اندر آنے کی دعوت دی اور ہمیں ڈرائنگ روم میں بٹھایا اور کچھ دیر بعد وہی خاتون خانہ چائے کی ٹرالی ٹیبل لے کر ہماری طرف آ رہی تھی۔

میں نے بے ساختہ لہجے میں کہا بابا جی آپ اتنا تکلف کیوں کرتے ہیں آپ مکان کتنے میں بیچنا چاہتے ہیں بابا جی نے کہا آپ چائے نوش فرمائیں مکان کی بات بعد میں کرتے ہیں۔ پہلے کی مرتبہ اس بار بھی چائے وغیرہ پینے کے بعد کچھ گفتگو ہوئی اور بابا جی سے مکان کی بات کرنا چاہی تو بابا جی نے پھر پچاس لاکھ کی ڈیمانڈ کر دی مجھے غصہ بھی آیا اور حیرت بھی ہوئی کہ یہ بابا جی دماغی مریض لگتے ہیں ہم نے اجازت طلب کی اور وہاں سے واپس آ گئے۔

اس بات کو کافی ماہ گزر گئے میرا ایک دوست جو پراپرٹی ڈیلر تھا اس کا مجھے فون آیا اور اس نے کہا ایک مکان مل رہا ہے کافی سستا ہے اگر ارادہ ہے تو چلو ساتھ تمہیں مکان دکھا دوں میں نے کہا چلو چلتے ہیں جب میں اس کے ساتھ گیا تو وہ وہی مکان تھا جو بابا جی کا تھا میں نے اپنے دوست کو ہنستے ہوئے بتایا یہ بابا جی کا مکان ہے اور وہ بابا جی پاگل ہیں شاید۔ پھر میں نے اپنے دوست کو پچھلے دونوں واقعات سنائے تو اس دوست نے کہا اس بات میں کچھ نہ کچھ راز تو ضرور ہے چلو پتا کرتے ہیں۔

ہم نے دروازہ کھٹکھٹایا تو بابا جی کی نظر مجھ پر پڑی انہوں نے مجھے گلے سے لگایا اور پہلے کی مرتبہ اس بار بھی اندر آنے کی دعوت دی اور ڈرائنگ روم میں لے گئے کچھ دیر بعد وہی خاتون چائے کی ٹرالی ٹیبل ہماری طرف لاتی ہوئی دکھائی دیں بابا جی نے ہمیں چائے نوش کرنے کا کہا۔ میرے دوست نے کہا بابا جی آج ہم چائے تب تک نہیں پئیں گے جب تک آپ ہمیں یہ نہیں بتاتے کہ آپ مکان کی فروخت کا اشتہار دیتے رہتے ہیں لیکن مکان فروخت نہیں کرتے اور جو مکان خریدنے آتا ہے اس کی تواضع کر کے اسے بھیج دیتے ہیں آخر ماجرا کیا ہے؟

یہ بات سن کر بابا جی نے اپنی بیوی کی طرف دیکھا اور اُداسی والی نگاہوں سے میری طرف پلٹے اور کہا ہم نے مکان نہیں بیچنا ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے گھر کوئی آتا جاتا رہے ہم کسی سے بات چیت کرتے رہیں اور کوئی ہم سے باتیں کرے ہم بوڑھے ہیں لاچار ہیں ہمارے 3 بیٹے ہیں جنھیں ہم نے اچھی تعلیم دلوائی وہ ملک سے باہر ہیں لیکن ہمارے لیے نہ ہونے کے برابر ہیں ہم اکیلے پن کی وجہ سے اپنے آپ کو اس گھر کی دیواروں کو دیکھ دیکھ کر اُکتا گئے ہیں اس لیے ہم نے سوچا ہم اپنی اس اُداسی کو لوگوں کی تواضع سے ختم کریں ان کی باتیں سن کر میرا دل پسیج گیا اور میں نے سوچا بڑھاپا اور اکیلا پن ان دونوں چیزوں کے ساتھ زندگی کس قدر کٹھن ہے بابا جی نے کہا بیٹا دنیا کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے سب کچھ پاس ہے لیکن بڑھاپے میں اولاد کا سہارا ہی ساتھ دیتا ہے۔

بڑھاپے میں بوڑھے والدین کو آپ کے پیسے کی نہیں بلکہ آپ کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔ لہٰذا والدین کو زیادہ سے زیادہ وقت دیں۔ شکریہ۔

اللہ پاک ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اللھم آمین ثم آمین یا رب العلمین ان شاء اللہ الرحمن الرحیم۔

کمسن جرنیل صحابی

بارہ سال کا ایک بچہ ہاتھ میں تلوار پکڑے تیز تیز قدموں کے ساتھ ایک طرف لپکا جا رہا تھا۔ دھوپ بھی خاصی تیز تھی، بستی میں سناٹا طاری تھا، یوں لگتا تھا جیسے اس بچے کو کسی کی پروا نہیں۔ لپکتے قدموں کا رخ بستی سے باہر کی طرف تھا، چہرہ غصے سے سرخ تھا۔ آنکھیں کسی کی تلاش میں دائیں بائیں گھوم رہی ہیں، اچانک ایک چٹان کے پیچھے سے ایک سایہ لپکا۔ بچے نے تلوار کو مضبوطی سے تھام لیا۔ آنے والا سامنے آیا تو بچے کا چہرہ خوشی سے کھل اُٹھا۔ ہاتھ میں تلوار اور چہرے پر حیرت اور مسرت کی جھلملاہٹ دیکھ کر آنے والے نے شفقت سے پوچھا: میرے پیارے بیٹے! ایسے وقت میں تم یہاں کیسے؟" بچے نے جواب دیا:" آپ کی تلاش میں۔" اس بچے کا نام زبیر رضی اللہ عنہ تھا۔ باپ کا نام عوام اور ماں کا نام صفیہ رضی اللہ عنہا تھی۔ یہ بچہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پھوپی زاد بھائی تھا۔ قصہ یہ پیش آیا تھا کہ مکہ مکرمہ میں افواہ پھیلی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے پہاڑوں میں پکڑ لیا ہے۔ مکہ میں دشمن تو بہت زیادہ تھے، اس لیے ایسا ہو بھی سکتا تھا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جن کی عمر بارہ سال تھی فوراً تلوار اٹھائی اور اکیلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں دیکھ کر حیرت سے پوچھا:" اگر واقعی مجھے پکڑ لیا گیا ہوتا تو پھر تم کیا کرتے۔" اس بارہ سالہ بچے نے جواب دیا:" میں مکّہ میں اتنے قتل کرتا کہ ان کے خون کی ندیاں بہا دیتا اور کسی کو زندہ نہ چھوڑتا۔" پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سن کر مسکرا پڑے اور اس جرأت مندانہ انداز پر اپنی چادر مبارک انعام کے طور پر عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ادا پسند آئی۔ جبرئیل (علیہ السلام) آسمان سے نازل ہوئے اور عرض کیا زبیر کو خوشخبری دے دیں کہ اب قیامت تک جتنے لوگ اللہ کے راستے میں تلوار اٹھائیں گے، ان کا ثواب زبیر رضی اللہ عنہ کو بھی ملے گا۔

(حیاۃ صحابہ سے ماخوذ)



تاریخی اخلاقی کہانیاں

انتخاب: یاذان احمد

بزرگ کی نیکی

ککڑیاں تو آپ نے کھائی ہوں گی؟ آپ کہیں گے، جی ہاں کئی مرتبہ

تو بھئی ککڑیاں آج ہی نہیں آج سے تیرہ سو سال پہلے بھی بڑے شوق سے کھائی جاتی تھیں اور بچے تو انہیں بہت پسند کرتے تھے ایسے ہی بچوں میں ایک چھوٹی سی بچی تھی جو عراق کے شہر کوفہ میں رہا کرتی تھی۔

ایک دن بچی نے گھر کے باہر تازہ تازہ ککڑیاں بکتی دیکھیں، بچی کا بڑا جی چاہا کہ ککڑیاں کھائے لیکن پیسوں کے بغیر تو ککڑی والا اسے ککڑی نہ دیتا، خود اس کے پاس پیسے نہ تھے۔ وہ روتی ہوئی گھر آ گئی اور امی سے ضد کرنے لگے کہ ککڑیاں کھاؤں گی، بچی کے ابو ان دنوں خاصی پریشانیوں سے دوچار تھے۔ امی تو بڑی مشکل میں پڑ گئیں، پیسے کہاں سے لائیں؟ ادھر بچی تھی کہ ضد کیے جا رہی تھی، امی نے منع کیا تو چیخ چیخ کر رونے لگی۔

بچی کے ابو بیٹھے دیکھ رہے تھے ان سے معصوم بچی کا رونا دیکھا نہ گیا، انہوں نے سوچا کہ کہیں سے مدد مانگ لی جائے، کوئی تھوڑی سی رقم دے دے تو گھر میں کھانے پینے کا کچھ سامان آ جائے گا اور بچی کو ککڑیاں بھی مل جائیں گی۔

وہ اٹھے اور ایک بہت بڑے بزرگ کی مجلس کی طرف چل دیے، یہ مجلس البرکہ کہلاتی تھی، آنے کو تو بچے کے ابو مجلس میں آ گئے لیکن بزرگ کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہوئے انہیں بہت شرم آئی، انہوں نے کبھی کسی سے مانگا نہ تھا، وہ مانگنا پسند بھی نہیں کرتے تھے اور ہے بھی صحیح بات کسی سے مانگنا، ہاتھ پھیلانا کوئی اچھی بات تو نہیں ہے، اللہ کے نیک بندے ضرورت پڑنے پر بھی کسی سے مانگتے ہوئے شرمندگی محسوس کرتے تھے، تو بھئی بچی کے ابو کا بھی یہی حال تھا وہ بار بار کچھ کہنے کا ارادہ کرتے لیکن پھر رک جاتے، آخر وہ مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔

بزرگ انہیں بہت غور سے دیکھ رہے تھے، وہ سمجھ گئے کہ شخص سخت ضرورت مند ہے لیکن غیرت والا آدمی ہے اس لیے کچھ کہتے ہوئے اسے شرمندگی محسوس ہو رہی ہے، بزرگ اپنی جگہ سے اٹھے اور بچی کے ابو کے پیچھے پیچھے چل دیے، بچی کے ابو اپنے مکان میں چلے گئے تو بزرگ ان کا مکان دیکھ کر واپس آ گئے۔

رات ہوئی تو بزرگ اس بچی کے مکان پر پہنچے، خاصی دیر ہو چکی تھی اور اندھیرا چھایا ہوا تھا، بزرگ نے مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا، بچی کے ابو باہر نکلے، اندھیرے میں پہچان نہ سکے کہ کون آیا ہے، اتنی دیر میں بزرگ نے مکان کے دروازے پر ایک تھیلی رکھی اور یہ کہتے ہوئے فوراً واپس چلے گئے۔ دیکھو تمہارے دروازے پر تھیلی پڑی ہوئی ہے، یہ تمہارے لیے ہے۔

بچی کے ابو نے تھیلی اٹھالی لیکن سمجھ میں نہیں آیا کہ کون صاحب تھے جو یہ تھیلی دے کر چلے گئے، اندر جا کر تھیلی کھولی تو اندر پانچ سو درہم اور ایک پرچہ رکھا ہوا تھا، پرچہ پر لکھا تھا۔

ابوحنیفہ اس رقم کو لے کر آپ کے پاس آیا تھا یہ رقم حلال ذریعہ سے حاصل کی گئی ہے۔

کچھ سمجھے آپ، ابوحنیفہ کون تھے۔ یہ مسلمانوں کے فقہ کے مشہور امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ تھے جن کو امام اعظم بھی کہا جاتا ہے، آپ نے دیکھا کہ امام صاحب نے کتنے چپکے سے بچی کے ابو کی مدد فرمائی، ایسا آپ نے اس لیے کیا کہ دوسرے اگر آپ کے نیک عمل کو دیکھتے تو واہ واہ کرنے لگتے، اس طرح آپ کی نیکی کا ثواب ضائع ہو جانے کا خطرہ تھا۔

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے کہ کوئی شخص اگر نیک کام دوسروں کو دکھانے کے لیے کرتا ہے تو اس کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے بلکہ اس شخص کو ریاکاری کا گناہ الگ ملتا ہے۔

چڑیا بی کے بچے

گھنے جنگل کے پار افق پر سورج پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا اور سورج کی شعاعیں درختوں کی اوٹ سے جھانکتے ہوئے جنگل کی ناہموار زمین پر بمشکل پہنچ رہی تھیں۔ گویا جنگل کی زندگی میں ہر سو اجالا پھیل چکا تھا اور اس کے ساتھ ہی تمام چرند پرند بھی اپنی اپنی نگاہوں میں میٹھی اور معصوم سی انگڑائی لے کر بیدار ہو چکے تھے، وہ سب اپنی سریلی اور خوب صورت آواز میں خدائے واحد کی حمد و ثناء میں مصروف تھے۔

درختوں پر بسیرا کیے پرندے بھی اپنے اپنے بچوں کو بیدار کر کے گزشتہ رات کے جمع کیے دانوں سے ان کا ناشتہ کرا رہے تھے، ننھے ننھے پرندوں کے بابا جان آج کے دن کے لیے راشن تلاش کرنے نکل پڑے تھے۔ جب کہ ماما جان اپنے اپنے گھونسلوں کی صفائی ستھرائی کر رہی تھیں، انہی درختوں میں سے ایک درخت پر چڑیا بی اپنے دو ننھے ننھے بچوں کے ساتھ رہ رہی تھیں، بچوں کے ابا یعنی چڑے میاں اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ دانہ کی تلاش میں نکل پڑے تھے، معمول کے مطابق چڑیا بی نے اپنے بچوں کو نہلایا دھلایا اور دیگر کام کاج سے فارغ ہو کر اب وہ پڑوس کے درخت پر بی فاختہ کے بچوں کی طبیعت دریافت کرنے گئی ہوئی تھیں۔ بی فاختہ کے بچے کئی روز سے سرد موسم کے باعث بیمار ہو گئے تھے۔ جاتے جاتے چڑیا بی اپنے بچوں کو کہہ کر گئی تھیں کہ دیکھو شرارتیں نہ کرنا اور نہ شیطان کے چیلے کوے آ کر تمہیں کچا کھا جائیں گے، ادھر چڑیا بی کے

جاتے ہی بچوں پر کووں کا خوف طاری تھا مگر یہ ڈر اُن کی شرارتی اور بے چین طبیعت پر زیادہ دیر حاوی نہ رہ سکا اور دونوں بچوں نے کھیل کود شروع کر دیا۔ کھیل یہ تھا کہ دونوں بچے بیک وقت اپنے گھونسلے سے اڑان بھرتے اور زمین پر آ کر ایک تنکا اٹھا کر واپس گھونسلے میں لے جاتے۔ جو پہلے واپس آتا وہ جیت جاتا۔

دو دفعہ تنکے اٹھا کر لانے کے بعد تیسری دفعہ آخری بار مقابلہ کے لیے دونوں نے اپنے پر تولے اور زمین پر آنے لگے، ابھی وہ زمین سے کچھ فاصلے پر ہی تھے کہ یکا یک کسی چیز نے انہیں آ گھیرا اور وہ دونوں ایک مضبوط شکنجے میں پھنس گئے، ننھے ننھے بچوں کے جب حواس بحال ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ دونوں کسی انسانی قافلے کے ہاتھوں جکڑ لیے گئے ہیں، جب انہوں نے سوچا کہ یہ شکاری ہمیں پکڑ کر لے جائیں گے، بس یہ جاننا تھا کہ دونوں اپنے بچاؤ کے لیے چیخ و پکار شروع کر دی۔

ادھر چڑیا بی کو جب کسی کی چیخ و پکار سنائی دی تو وہ پریشان ہو گئیں کہ اللہ خیر کرے کہیں یہ میرے بچے تو نہیں رو رہے، جب چڑیا بی نے اپنے درخت کے قریب آ کر یہ منظر دیکھا کہ ان کے دونوں ننھے ننھے معصوم سے روئی کے گالے بچے انسانی شکار بننے جا رہے ہیں تو ان سے رہا نہ گیا، حلیے سے یہ انسان تو بہت اچھے معلوم ہوتے تھے مگر چڑیا بی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر انہوں نے ان کے بچوں کو کیوں پکڑ لیا ہے، اپنی جان خطرے میں ڈال کر وہ ان چند آدمیوں کے گرد اپنے پر پھیلا کر ان کے سروں پر منڈلانے لگیں اور ساتھ ساتھ اپنے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگیں کہ اللہ تعالیٰ میرے بچوں کو ان نیک بختوں سے نجات دلا دے، یہ تو بے قصور ہیں، ابھی چڑیا بی اپنے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ ہی رہی تھیں کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک اور شخص اس انسانی قافلہ کے ساتھ آ ملے۔ یہ شخص ان سب میں بہت بااخلاق، شریف اور بھلے معلوم ہوتے تھے اور اس پورے گروہ کے سردار بھی شاید یہی تھے۔ جیسے ہی انہوں نے دیکھا کہ چڑیا بی کے دو ننھے ننھے معصوم بچے ان کے ساتھیوں کے قبضے میں ہیں اور ان بچوں کی ماں پریشان ان کے گرد منڈلا رہی ہے تو وہ فکر مند ہو گئے اور انہوں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ کس نے ان معصوم بچوں کو پکڑ کر بے زبان چڑیا کو تکلیف پہنچائی ہے، قافلہ کے لوگوں نے اپنے سردار کو سارا ماجرا کہہ سنایا کہ جب آپ اپنی ضرورت کے لیے گئے تو ہم نے ان بچوں کو پکڑ لیا، جب سے یہ چڑیا اپنے بچوں کے پیچھے ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہے۔

اس قافلہ کے سردار نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ فوراً ان معصوم بچوں کو چھوڑ دیا جائے، چنانچہ ساتھیوں نے فوراً حکم کی تعلیم کی اور یوں چڑیا بی نے ان کے سردار کو تشکر آمیز نظروں سے دیکھا اور خوشی خوش اپنے بچوں کو لے کر اپنے گھونسلے کی جانب اڑ گئیں۔

پیارے بچو! کیا آپ جانتے ہیں یہ نیک لوگ کون تھے، یہ نیک لوگ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ساتھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہ تھے اور اس قافلہ کے سردار خود ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو کہ تمام جہانوں کے لیے رحمت بن کر اس دنیا میں تشریف لائے۔

دو پیسے کی برکت

مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے پاس ایک ضرورت مند آیا۔ کہنے لگا: "اے شہنشاہ عالم گیر! میں نہایت غریب انسان ہوں۔ مجھے اپنی دو جواں سال بیٹیوں کی شادی کرنی ہے۔ آپ میری مدد فرمائیں۔" نونہالو! شہنشاہ ہند نے جواب دیا: "اچھا تم کل آنا۔ ہم سے جو ہو سکے گا تمھاری مدد کریں گے۔" ضرورت مند چلا گیا۔ اسی شب شہنشاہ اورنگ زیب نے لباس بدلا، بھیس بدلا اور نکل کھڑے ہوئے۔ راستے میں دیکھا کہ ایک مسافر سامان لیے کھڑا ہے اور کسی محنت کش کے انتظار میں ہے۔ شہنشاہ ہند ایک محنت کش کے بھیس میں تھے۔ انھوں نے آگے بڑھ کر مسافر کا سامان اپنے سر اور پیٹھ پر لاد لیا اور جہاں مسافر نے کہا وہاں پہنچا دیا۔ مزدوری دو پیسے ملی۔ اورنگ زیب عالم گیر محل آئے۔ نہایت اطمینان سے سو گئے۔ صبح ہوئی حاجت مند پہنچ گیا۔

شہنشاہ ہند نے فرمایا: "یہ میری محنت کی کمائی ہے۔ قطعی حلال ہے۔ دو پیسے یہ ہیں۔ یہ لے جاؤ۔ اللہ تمھارا مددگار ہو۔" نونہالو! وہ حاجت مند تو بڑا حیران پریشان ہوا۔ دو پیسے! ان دو پیسوں سے دو بیٹیوں کی شادیاں کیسے کروں گا۔ مایوس ہو کر چلا گیا۔ نونہالو! اب سنو پھر کیا ہوا۔ وہ حاجت مند اپنے علاقے میں جا رہا تھا۔ راستے میں دیکھا کہ انار بک رہے ہیں۔ اس نے دو پیسے کے انار لے لیے۔ اس کے اپنے علاقے میں انار نہیں ہوتے تھے۔ اب وہ سفر کرتے کرتے اپنے علاقے میں پہنچ گیا۔

دور ایک علاقے میں ایک رئیس رہتا تھا۔ اس کی بیٹی بیمار تھی۔ سارے علاج ناکام ہوئے۔ آخر ایک حکیم صاحب نے فرمایا: "اس مریضہ کو اب انار کے رس کی ضرورت ہے۔ اس سے آرام آئے گا۔" نونہالو! انار تو وہاں تھا نہیں۔ رئیس نے منادی کرائی جو انار جلد فراہم کرے گا اسے انعام و اکرام دیا جائے گا۔ یہ بات اس حاجت مند تک پہنچی جس نے شہنشاہ اورنگ زیب کی حلال کمائی دو پیسے کے انار خریدے تھے۔ وہ انار فوراً ہاتھ میں حفاظت سے لے کر رئیس کے گھر پہنچ گیا۔ انار پیش کر دیے۔ جناب حکیم صاحب نے رس نکالا اور رئیس زادی کو پلا دیا۔ اللہ کی شان انار کا رس تریاق ثابت ہوا۔ وہ اچھی ہو گئی۔ رئیس نے انار لانے والے سے کہا: "بولو کیا مانگتے ہو؟ حاجت مند نے اپنی دو بیٹیوں کی شادی کا ذکر کیا۔ رئیس نے دونوں کی شادی کرا دی اور انار والے کو بہت سی رقم دے دی۔ وہ تو مالا مال ہو گیا! نونہالو! تم نے غور کیا! دو پیسوں میں کیسی برکت ہوئی! نونہالو! یاد رکھنا، یہ برکت حلال کی کمائی کے دو پیسوں کی ہے۔ شہنشاہ نے مسافر کا سامان ڈھو کر دو پیسے کمائے تھے۔ محنت کی تھی۔ حلال کمائی تھی۔ اسی لیے ایسی برکت ہوئی۔

عقیدہ ختم نبوت
مختصر تعارف

عقیدہ ختمِ نبوّت کیا ہے؟

تمام مسلمانوں کے درمیان متفقہ ومسلمہ عقیدہ کے مطابق "ختم نبوت" سے مراد یہ ہے کہ خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسولوں وانبیاء علیہم السلام میں سے آخری رسول اور آخری نبی ہیں، جن کی نبوت ترتیب میں بھی آخری ہے اور سلسلہ نبوّت میں بھی آخری ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد ﷺ پر سلسلہ نبوّت کا اختتام فرمادیا ہے جن کے بعد نہ ہی کوئی نبی آیا ہے اور نہ کبھی آئے گا۔ اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس جہاں میں بھیج کر بعثتِ انبیاء کا سلسلہ ختم فرمادیا ہے۔

عقیدہ ختمِ نبوّت قرآن کریم میں!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی "ختم نبوت" کا ذکر قرآنِ حکیم کی 100 سے بھی زیادہ آیات میں نہایت ہی جامع انداز میں صراحت کے ساتھ کیا گیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ (الاحزاب، 40:33)

ترجمہ: (لوگو) محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے (یعنی سلسلہ نبوّت کو ختم کرنے والے) ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا (بخوبی) جاننے والا ہے۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "خاتم النبیین" کہہ کر یہ اعلان فرمادیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی آخری نبی ہیں اور اب محمد ﷺ کے بعد قیامت تک کسی کو نہ منصبِ نبوّت پر فائز کیا جائے گا اور نہ ہی منصبِ رسالت پر۔

قرآن حکیم میں سو سے زیادہ آیات ایسی ہیں جو "عقیدہ ختمِ نبوت" کی تائید وتصدیق کرتی ہیں۔

عقیدہ ختمِ نبوّت احادیثِ مبارکہ میں!

خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی متعدد اور متواتر احادیث میں "خاتم النبیین" کا یہی معنی متعین فرمایا ہے۔ لہٰذا اب قیامت تک کہیں بھی، کسی قوم، ملک یا زمانہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی اور نبی یا رسول کی کوئی ضرورت باقی نہیں اور مشیتِ الٰہی نے نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کردیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلسلۂ نبوت اور رسالت کی آخری کڑی ہیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبانِ حق ترجمان سے اپنی ختمِ نبوت کا واضح الفاظ میں اعلان فرمایا۔

صحابیِ رسول سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ.

ترجمہ: "اب نبوت اور رسالت کا سلسلہ منقطع یعنی ختم ہوچکا ہے لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی"۔ (ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الرؤیا، 4: 163، باب: ذهبت النبوۃ، رقم: 2272)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوگیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، ملعون، دجّال اور ابلیس کے ناپاک عزائم کا ترجمان ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی نہ صرف نشاندہی کردی بلکہ ان کی تعداد بھی بیان فرمادی تھی۔ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَ أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي.

ترجمہ: میری امت میں تیس (30) اشخاص کذّاب (انتہائی جھوٹے) ہوں گے ان میں سے ہر ایک کذّاب کو گمان ہوگا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں "خاتم النبیین" ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (ترمذی، السنن، کتاب الفتن، باب: ماجاء لاتقوم الساعۃ حتی یخرج کذابون، 4:499، رقم: 2219)

اگر کوئی شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت یا رسالت کا دعویٰ کرے (خواہ کسی معنی میں ہو) وہ کافر، کذّاب، مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ نیز جو شخص بھی اس کے کفر وارتداد میں شک کرے یا اسے مومن، مجتہد یا مجدّد مانے وہ بھی کافر ومرتد اور خارج از اسلام ہے۔

مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ:

(۱) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روئے زمین کی ہر قوم اور ہر انسانی طبقے کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ کیوں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جب مبعوث فرمایا تو قیامت تک آنے والے تمام انس وجن کے لیے

رسول و نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ فرمان، الٰہی ہے:

۲) اور آپ کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید تمام آسمانی کتب کے احکام منسوخ کرنے والی اور آئندہ کے لیے تمام معاملات کے احکام وقوانین میں جامع ومانع ہے۔

۳) نیز قرآن کریم تکمیل دین کا اعلان کرتا ہے کہ جو دین انسانیت کی ہدایت اور تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلّق بطور ضابطہ کے اسلام کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن وحدیث کی صورت میں نازل کیا گیا وہ ایک مکمّل دین اور ضابطہ حیات ہے۔

گویا انسانیت اپنی معراج کو پہنچ چکی ہے اور قرآن کریم انتہائی عروج پر پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ اس کے بعد کسی دوسری کتاب کی ضرورت ہے، نہ کسی نئے نبی کی حاجت۔ چنانچہ امت محمدیہ کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ انسانیت کے سفر حیات میں وہ منزل آ پہنچی ہے کہ جب اس کا ذہن بالغ ہو گیا ہے اور اسے وہ مکمل ترین ضابطۂ حیات دے دیا گیا، جس کے بعد اب اسے نہ کسی قانون کی احتیاج باقی رہی نہ کسی نئے پیغمبر کی تلاش۔

صحابہ کرام اور مدّعیٔ نبوّت مسیلمہ کذاب!

قرآن وسنّت کی روشنی میں ختمِ نبوت کا انکار محال ہے۔ اور یہ ایسا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ خود عہدِ رسالت میں مسیلمہ کذّاب نے جب نبوّت کا دعویٰ کیا تو باوجود اس کے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی تصدیق بھی کرتا تھا تو اس کے جھوٹا اور کذّاب و دجّال، کافر ومرتد ہونے میں ذرا بھی تامل نہ کیا گیا۔ اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہوا اور سب نے مل کر باقاعدہ اُس سے اور اُس کے ماننے والوں سے جنگ وجہاد کیا اور اُسے کیفر کردار تک پہنچایا۔

مدّعیانِ نبوّت کے حوالہ سے ہر دور میں

اُمّت کا طرزِ عمل:

عہدِ صدّیقی کے بعد بھی جب اور جہاں کسی نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا، امتِ مسلمہ نے متفقہ طور پر اسے جھوٹا، کذّاب ودجّال اور کافر ومرتد قرار دیا اور اس کا قلع قمع کرنے میں ہر ممکن کوشش کی۔

1973ء کے آئین میں پاکستان میں خاتم النبیّین حضرت محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے ختمِ نبوّت کا عقیدہ نہ رکھنے والے کو متفقہ طور پر ''غیر مسلم اقلیت'' قرار دیا گیا۔ جس کی بنا پر قادیانی، مرزائی فرقہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ وہ خود کو نہ ہی مسلمان کہلا سکتے ہیں اور نہ ہی اُن کی عبادت خانوں کو مساجد کا نام دیا جائے گا، اسی طرح انہیں ایک مسلمان کی حیثیت سے وہ حقوق بھی حاصل نہیں ہوں گے جو مسلمانوں کو ہوتے ہیں البتہ غیر مسلم اقلیت کے حقوق انہیں حاصل ہوں گے۔ ☆☆☆☆☆

بقیہ: اداریہ

آگ سے جدا نہ ہوئے۔ تو پھر یہی عالمی صیہونیت مسیحیت کی طرح اسلام کو بدنام کر کے مسلمانوں کی زندگیوں سے اسلامی روح نکال دے گی اور کوئی طاقت بھی اس کے آڑے نہیں آسکے گی اور مسلمانوں پر عرصہ حیات مزید تنگ سے تنگ تر ہو جائے گا۔ الحمد اللہ اس جدید عالمی صیہونی سازش سے نبرد آزما ہونے کی صلاحیت صرف اور صرف اسلامی جمہوریہ پاکستان میں موجود ہے۔ لیکن ہمارے اپنوں کا جبر اس ٹیلنٹ کو ضائع کر رہا ہے۔ کہیں کل ایسا نہ ہو کہ ہم بے ضمیری کے بوجھ تلے پچھتاتے رہیں۔ اور وقت گزر جائے۔ اس سے پہلے کہ یہودیت ہماری کوتاہ بینی کی بنا پر (مسیحی جہالت کی طرح) اسلام کی اصلی روح کو انسانی معاشرہ سے بے دخل کر دے ہمیں اپنے قدموں پر مضبوطی سے کھڑے ہو جانا چاہیے اور آج کے مسلمان کو اپنے ایمان کی تجدید کرنا چاہیے تا کہ امت مسلم عالمی صیہونی تحریک کے اس تازہ ترین حملے کا دفاع کرے اس سازش کو ناکام بنانے کیلئے ہمیں اپنے اپنے کردار کا جائزہ لینا چاہیے۔ اور کردار کی درستگی کی جانب لوٹنا چاہیے۔ ملک عزیز پاکستان جو اس وقت اسلام کی اصل روح کا مسکن ہے۔ اس ملک سے اسلامی روح کو ختم کرنے اور مذہب اور دین اسلام کو دو علیحدہ علیحدہ حصوں بخروں میں بانٹنے اور دین اسلام کی جگہ لادینیت (Securlarism) اور صرف نام کے اسلامی معاشرہ کے قیام کی یہود ونصاریٰ کی یہ سازش 21ویں صدی کی پہلی (اور ہمارے خیال میں آخری بھی)، تازہ ترین حملے کی صورت میں ظاہر ہو چکی ہے۔ اس سازش کا قلع قمع کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ اقتدار کے ایوان میں براجمان حضرات سمیت ہر مکتبۂ فکر کو انتہائی سنجیدگی سے اس بارے میں لائحہ عمل بنانا چاہیے۔ ہمیں اپنے جذبۂ ایمانی پر غور کرنا چاہیے اور مسلمانوں میں ذہنی انقلاب لانے کیلئے اور اسلام کی اصل روح کے تحفظ کیلئے اور اپنی زندگیوں میں عملاً اپنانا ضروری ہے۔ تا کہ عالمی صیہونی تحریک کا مقابلہ کیا جا سکے۔ دانشورانِ قوم اور دردمند قلم کار حضرات کو اس معاملے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنا چاہیئے۔ لادینیت اور جدید مغربی نظریات سے پیچھا چھڑا کر اسلامی تصوارت کو پھیلانے میں خود کو کمربستہ کر لینا چاہیئے۔ اور مغربی دانشوروں کے بے سروپا نظریات کا بھرپور جواب دینا چاہیئے۔ اور اسلام کا مقدمہ بھرپور انداز سے لڑنا چاہیئے۔ تا کہ یہودیت کے اس نئے جال یعنی عالمی دہشت گردوں کے خلاف بننے والا عالمی اتحاد جو صرف اور صرف عالم اسلام کے خلاف معرض وجود میں آیا ہے۔ اس اتحاد کو توڑا جا سکے۔ یہ تب ہی ممکن ہے کہ ہم صرف اور صرف آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش میں پناہ لے لیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا نظام اپنی زندگیوں اور ملک عزیز میں نافذ کر لیں تو ایسے نام نہاد اتحاد خس وخاشاک کی طرح بہ جائیں گے۔ اللہ ہم سب کا حامی ناصر

نوٹ: یہ اداریہ دسمبر 2004ء کے سبیل ہدایت میں شائع ہوا جس کی اہمیت جیسی پہلے تھی اس سے بڑھ کر آج اس صیہونی سازش کا مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے۔



ایک دن میں نے گھر میں بچوں سے تذکرہ کیا کہ ہندوستان میں ایک ایسی مسجد ہے جو اُس دور میں بنائی گئی جب رسول اللہ ﷺ نے پردہ نہیں فرمایا تھا۔ بچے یہ سن کر تعجب میں پڑ گئے اور پوچھنے لگے کہ کیا ہندوستان میں اسلام اُس دور میں داخل ہو گیا تھا جب عرب میں رسول اللہ ﷺ تبلیغ دین میں مصروف تھے۔ میں نے کہا۔۔ ہاں ۔۔ بعض روایتوں کے مطابق 8/جون 632ء میں رسول اللہ ﷺ نے پردہ فرمایا اور اس چیرامان مسجد کا سنگ بنیاد 629ء میں رکھا گیا۔ اس مسجد کو صحابی رسول حضرت مالک بن دینارؓ نے بنوایا بچوں نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔۔ کہ یہ مسجد کہاں ہے۔ میں نے انہیں بتایا کہ یہ مسجد کیرالا میں ہے۔ اس کے بعد تمام بچوں نے مجھ سے اصرار کیا کہ ہم سب اس مسجد کو دیکھنے کے لئے جائیں گے۔ میں نے اپنی بات کو آگے بڑھایا اور کہا کہ تابعی صحابی حضرت حبیب حسین بن مالکؓ کا مزار مبارک بھی اسی مسجد میں ہے۔ یہ سن کر بچوں کی دلچسپی اس قدر بڑھی کہ انہوں نے مجھ سے پوچھے بغیر ہی کیرالا کا پروگرام بنالیا۔

کیرالا جنوبی ہند کا خوبصورت مقام ہے جہاں کی خوبصورتی مثالی ہے بعض سیاحوں نے اس کو جنوبی ہند کی جنت قرار دیا ہے۔ کیرالا کے سواحل بالخصوص مالابار پر اہل عرب کے کئی سفینے اُترتے تھے اور وہ ہندوستان سے اس ساحل کی مدد سے تجارتی تعلقات رکھتے تھے۔ اس مقام کو ''پالی'' اور ''سنسکرت'' زبان میں چیران کہا جاتا ہے جس کو بعد میں کیرالا کہا جانے لگا۔ اہل عرب کی زبانوں پر یہ نام مشکل سے آتا تھا اس لئے انہوں نے اس کو ''خیر اللہ'' کہنا شروع کیا لیکن اس نام کو وسعت نہیں دی کیرالا اپنی آیورویدک دواؤں کیلئے مشہور ہے۔

یہ ہندوستانی تاریخ کا ایک ناقابل یقین لیکن حقیقی باب ہے۔ زمانہ قدیم میں کیرالا کے علاقہ Kodungallur (کوڈنگلور) کا بادشاہ چیرامان پیرومل بھاسکرا روی ورما ہوا کرتا تھا، جس نے ایک خواب دیکھا۔ اس خواب نے اس کی شخصیت کو بدل دیا، وہ ہمیشہ اسی خواب کے بارے سوچتا اور متفکر رہا کرتا۔ اس بادشاہ نے اس خواب کو اپنے درباریوں کو بھی سنایا تا کہ وہ اس کی تعبیر بتائیں، کئی ماہرین نجوم وفلکیات سے رابطہ کیا گیا اور اس تعلق سے معلومات حاصل کی گئیں لیکن کسی نے بادشاہ کو تشفی بخش جواب نہیں دیا، وہ خواب دراصل بڑا ہی عجیب تھا، اس نے خواب میں آسمان پر چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا تھا۔ (بعض روایتوں کے مطابق اس بادشاہ نے بچشم خود معجزہ شق القمر کا مشاہدہ کیا تھا)۔

اس واقعہ کو گزرے کچھ عرصہ ہوا تھا کہ کوڈنگلور میں عرب تجار بغرض تجارت پہنچے۔ کوڈنگلور (جس کو 'Muziris' بھی کہا جاتا ہے) نہ صرف کیرالا کا مشہور علاقہ تھا بلکہ قبل مسیح سے یعنی تقریباً تین ہزار برس سے ہندوستان کی معتبر تجارتی منڈی بھی تھا، سمندری راستے سے کی جانے والی اس علاقے کی تجارت دور دراز تک مشہور تھی، یہاں ہیرے جواہرات، کپڑے، مصالحہ جات، ساگوان کی لکڑی اور دوسری کئی اقسام کی اشیاء کی خرید وفروخت ہوتی تھی۔ یہودیوں کی مقدس کتب میں کیرالا کے مصالحہ جات کا تذکرہ موجود ہے، اسی لئے عربی، یونانی اور ٹامل زبانوں میں ان مصالحہ جات کے ناموں میں مشترک صوتی لہجہ ملتا ہے تاریخ میں یہ بھی لکھا ہے کہ ملکہ سبا نے حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں جو مصالحہ جات پیش کئے تھے وہ بھی کیرالا ہندوستان سے منگوائے گئے تھے۔ میسوپوٹیمیا کے کئی منادر اور بخت نصر کے محلات میں کیرالا کی ساگوان کی لکڑی لگائی گئی تھی۔ اسی لئے کیرالا کئی ممالک جیسے یونان، فارس، چین، عرب، روم وغیرہ سے تجارتی تعلقات رکھتا تھا اور ان ممالک کے تجار اپنا تجارتی مال یہاں لایا کرتے تھے۔ اسی لئے اس مقام کے متعلق مشہور مورخ Pliny نے بھی اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ کوڈنگلور ہندوستان کا اہم تجارتی مرکز اور ملک کی بہترین بندرگاہ ہے۔ اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لئے آگسٹس سیزر نے اس مقام پر اپنے عقیدے کے مطابق ایک عبادت گاہ بھی تعمیر کروائی تھی، اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ طلوع اسلام سے قبل بھی عرب تجار اس علاقے کا سفر کیا کرتے تھے۔ اسی لئے جب عرب تجار کا ایک قافلہ اس علاقے میں پہنچا تو حق کی تلاش میں سرگرداں بادشاہ نے اس خیال سے کہ شاید تجارت کی غرض سے یہاں پہنچنے والے عرب تجار اس خواب کی تعبیر بتا سکیں، ان عرب تجار کے سامنے اپنا خواب بیان کیا۔ خواب سننے کے بعد عرب تجار نے کچھ سوالات کئے اور بادشاہ سے پوچھا کہ یہ کب کا واقعہ ہے جب بادشاہ نے ٹھیک ٹھیک وقت بتا دیا تو ان عرب تجار نے بتایا کہ بالکل اسی وقت عرب میں کچھ اہلیان عرب کی خواہش پر نبی آخر الزماں ﷺ نے چاند کو دو ٹکڑے فرمایا تھا۔ بادشاہ یہ باتیں غور سے سن رہا تھا۔ عرب تجار بتا رہے تھے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا، اللہ کا بنایا ہوا آسمان اور زمین نہایت وسیع ہے، ممکن ہے اس دن عرب کے

آسمان پر نبی آخر الزماں ﷺ کی انگلی کے اشارے سے شق ہونے والے چاند کو دنیا کے دوسرے علاقوں کے افراد نے بھی دیکھا ہو۔ یہ خالق کا اختیار ہے اگر خالق چاہے تو زمین کو سمیٹے تو ذرہ بنادے یا چاہے تو ذرے کو پھیلا کر آسمان بنادے۔ چونکہ یہ ایک انہونی واقعہ تھا اسی لئے اکثر نے اس کو خواب پر محمول کیا، ویسے بعض افراد نے اس کو حق جانا اور اسلام قبول کرلیا کہ یہ توفیق خداوندی ہے لیکن جن کفار کی خواہش پر یہ معجزہ بتلایا گیا وہ خود اس کا انکار کرنے لگے، اس کو جادو قرار دیا اور قبول اسلام کے تعلق سے حیلے بہانے تلاشنے لگے لیکن دور دراز علاقے کے رہنے والے افراد کہ جن کو خدا نے توفیق عطا فرمائی اور جنہیں اس واقعے کا دیدار خواب میں کروایا ان کو ہدایت دے دی اور اسلام سے مشرف کردیا۔ بادشاہ ان کے جواب سے مطمئن ہوگیا اور اس کے دل میں یہ خواہش انگڑائیاں لینے لگی کہ مجھے مکہ المکرمہ جانا چاہئے اور رسول برحق ﷺ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کرنا چاہیے۔ اس واقعہ کا ذکر مشہور اسلامی دانشور و محقق ڈاکٹر حمید اللہ نے اپنی ایک تصنیف میں کیا ہے۔ اس طرح اس افسانوی بادشاہ نے اپنے مکہ جانے کو راز میں رکھا اور بادشاہت کو اپنے بھتیجوں اور بیٹوں میں تقسیم کرکے خود کچھ ہم خیال لوگوں اور وزراء کے ساتھ بذریعہ سمندری جہاز عرب تجار کے ساتھ مکہ کے سفر پر روانہ ہوگیا۔ مکہ المکرمہ پہنچ کر اس بادشاہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی موجودگی میں رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا، اس بادشاہ کا اسلامی نام تاج الدینؒ (بعض روایتوں کے مطابق عبداللہ سمودری) رکھا گیا۔ حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت کے مطابق اس بادشاہ نے رسول اللہؐ کی خدمت میں ہندوستان سے لے جایا گیا ادرک کا اُچار پیش کیا، جس کو رسول اللہ ﷺ نے موجود صحابہ میں تقسیم فرمایا۔ اس بادشاہ نے کچھ برس عرب میں رہ کر دین کی تعلیم حاصل کی، بعض روایتوں میں لکھا ہے کہ اس بادشاہ نے جدہ کے حکمراں کی بہن سے شادی بھی کی اور کچھ برس بعد ہندوستان واپس ہونے کا ارادہ کیا لیکن بادشاہ کی عمر نے وفا نہیں کی اور وہ کیرالا پہنچنے سے قبل ہی صلالہ، سلطنت عمان میں انتقال کرگئے۔ بعض روایتوں میں لکھا ہے کہ اس مقام پر ایک عظیم الشان گنبد تعمیر کیا گیا جو آج بھی مرجع خلائق بنا ہوا ہے، انتقال سے قبل اس بادشاہ نے کوڈنگلور کے حکمراں کو جو خطوط لکھے تھے، وہ حضرت مالک بن دینارؒ کے حوالے کئے تاکہ کوڈنگلور کے حکمراں کو پہنچائے جائیں، کیونکہ واپسی میں اس بادشاہ کے ساتھ حضرت مالک بن دینارؒ بھی ہو لئے تھے تاکہ ہند میں تبلیغ اسلام کے سلسلے میں کام کیا جاسکے۔ حضرت مالکؒ کے ساتھ بھجوائے ان خطوط میں چیرامان پیرولؔ نے اپنے ساتھیوں کو تلقین کی تھی کہ ان خطوط کے لانے والے بزرگوں سے بہتر برتاؤ کریں اور دین اسلام کی تبلیغ کے سلسلے میں ان بزرگوں کی کوشش کے درمیان رکاوٹ نہ بنیں، ان حکمرانوں نے اس خط کا لحاظ رکھا اور ان عربوں کی عزت افزائی کی۔ بعض مورخوں نے بادشاہ چیرامان پیرولؔ CheramanPerumal کے قبول اسلام کا انکار کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان کے مکہ پہنچنے سے قبل ہی ان کا انتقال ہوگیا تھا، اور کوڈنگلور میں اسلام کی اشاعت کے ذمہ دار اس علاقے کے دوسرے حکمران ہیں جس کا نام Banu Perumal تھا، چیرومانؔ بادشاہ کے موجودہ وارث راجہ ولی یتنؔ پورم کا احساس ہے کہ میرے پڑدادا یعنی چیرامانؔ پیرولؔ ہندوستان کے پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے مکہ جاکر اسلام قبول کیا، بہرحال تاریخ میں کچھ بھی لکھا ہو یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت مالک بن دینارؒ کچھ عرصہ اس علاقے میں قیام پذیر رہے اور دین اسلام کی تبلیغ کی اور کیرالا میں کئی مساجد بنوائیں، کوڈنگلور میں بھی انہوں نے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی جس کو ہندوستان کی پہلی مسجد اور تمام دنیا کی دوسری جمعہ مسجد کا اعزاز حاصل ہے، خیال کیا جاتا ہے کہ یہ مسجد 629 عیسوی میں بنائی گئی، حضرت مالک بن دینارؒ اس مسجد کے پہلے امام وخطیب مقرر ہوئے اس کے بعد انہوں نے اپنے فرزند یا رشتہ دار حضرت حبیب بن مالکؒ کو اس مسجد کے انتظام کی ذمہ داری سونپی اور خود اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیرالا کے دوسرے علاقوں میں بغرض تبلیغ نکل گئے۔ اس مقام پر فی الحال جو مقبرہ بنا ہوا ہے وہ ان ہی بزرگ یعنی حضرت حبیب بن مالکؒ کا ہے جس کی ہر خاص و عام زیارت کرتا ہے۔ حضرت مالک بن دینارؒ ایک عرصہ تک ہندوستان میں دین کی تبلیغ میں مصروف رہ کر عرب لوٹ گئے، لیکن بعض مورخین نے اس کی نفی کی اور حضرت مالک بن دینارؒ کی قبر مبارک کا Kasargod میں ہونا بتلایا ہے۔ اللہ جانے کہ حقیقت کیا ہے لیکن یہ ضرور حقیقت ہے کہ Kasargod کیرالا (موجودہ کرناٹک) میں حضرت مالک بن دینارؒ کے نام کی ایک مسجد آج بھی موجود ہے جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ اس کی بنیاد حضرت مالک بن دینارؒ نے رکھی تھی یہ مسجد آج بھی بہترین حالت میں ہے اور مالک بن دینارؒ جمعہ مسجد کہلاتی ہے۔ کوڈنگلور کے دیہات Methala میں حضرت مالک بن دینارؒ کی بنائی ہوئی چیرومان پیرولؔ جمعہ مسجد شاید بدھ مت کے ماننے والے افراد کے غیر آباد اور ویران مکان کی زمین پر بنائی گئی تھی، بعض روایتوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس وقت کے بادشاہ نے تعمیر مسجد کے لئے ویران بدھ مت کی عبادت گاہ حوالے کی تھی۔ جس کے کچھ آثار آج بھی مسجد کے اندرونی حصے میں دکھائی دیتے ہیں۔ یہ مسجد ہندوستانی تہذیب اور ہندو تعمیری روایات

کوسامنے رکھ کر بنائی گئی ہے۔اسی لئے اس مسجد کو پیتل کے چراغ سے مزین کیا گیا،Rose wood سے بنے منبر پر ہندوطرز کے نقوش ابھارے گئے جوآج بھی موجود ہیں،اس مسجد میں ایک چراغ جل رہا جس کے متعلق مقامی لوگوں کا خیال ہے کہ یہ تقریباً ایک ہزار سال سے جل رہاہے،عقیدت مندان ہندو ومسلم اس چراغ میں بڑی عقیدت واحترام سے تیل ڈالتے ہیں اوراس کو بجھنے نہیں دیتے۔آج کل یہ روایت ختم کردی گئی ہے اب وہاں کوئی چراغ نہیں جلتا۔

چونکہ مسجد چیرامان کی تعمیر کے وقت عرب احباب بھی موجود تھے اس لئے اس میں کسی قدر اسلامی تعمیری جھلکیاں بھی نظر آتی ہیں۔اس مسجد کی پہلی ترمیم 11ویں صدی عیسوی میں ہوئی اس کی دوسری تعمیر وترمیم چودھویں صدی عیسوی میں ہوئی اس کے بعد یہ مسجد عرصہ دراز تک اسی حالت میں رہی، 1974 میں اس کی بڑے پیمانے پرمرمت ہوئی لیکن اس مرمت کے دوران بھی مسجد کے قدیم حصے اور منبر کواسی حالت میں برقرار رکھا گیا۔ان دنوں اس علاقے میں مسلم آبادی بڑھتی جاری ہے۔اسی لئے 1994 میں اس مسجد کی توسیع وترمیم انجام پائی، باوجود اسکے مسلسل بڑھتی ہوئی آبادی کے باعث یہ مسجد آج تنگ دامانی کا شکوہ کرتی نظر آتی ہے، اسی لئے 2001 میں علاقے کے مسلمانوں نے مسجد کو وسعت دینے سے متعلق ایک جامع منصوبہ بنایا اوراس تعمیر میں اس بات کا التزام رکھا گیا کہ مسجد کی عمارت کا نقشہ قدیم طرز پر باقی رہے اورتاریخی اہمیت کے حامل حصے کو جوں کا توں محفوظ رکھا جائے۔اس مسجد کی تاریخی حیثیت سے متاثر ہوکر اس علاقے کے کئی غیر مسلم اس مسجد کے معتقد ہیں اور ماہ رمضان میں اس مسجد میں افطار کروانا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں۔اس علاقے میں عقیدت باقی صفحہ نمبر13 پر

بسنت اور گستاخِ رسول!

صلی اللہ علیہ وسلم

ابنِ سید

حکومت پنجاب نے بسنت پر لگائی گئی پابندی ہٹانے کا فیصلہ کرلیا ہے۔یہ ہے ''مدینہ کی اسلامی ریاست'' جواس طرح کے فیصلے کررہی ہے!افسوس صد افسوس!بسنت کے موقع پر جو اودھم مچایا جاتا ہے، اس کا انسانی اخلاق سے بھی کوئی تعلق نہیں، کجا یہ کہ ''مدینہ کی اسلامی ریاست'' کا دعوی کرنے والے اس کی سرپرستی کریں۔مختلف مذاہب اور اقوام سے تعلق رکھنے والے لوگ اپنی ثقافت، تہذیب اور مذہبی رسومات کے مطابق مختلف ایام اور تقریبات مناتے ہیں۔ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا ''جوکسی بھی قوم سے مشابہت اختیار کرے گا، وہ انہیں میں شمار ہوگا۔'' (سنن ابوداؤد)

برصغیر میں بدھ مت اور ہندو دھرم کے زیر اثر مختلف تقریبات منائی جاتی ہیں۔ان میں سے ایک مشہور تقریب بسنت کا میلہ بھی ہے۔ہندوؤں کے دھرم میں صدیوں سے بسنت کو ایک مذہبی اور موسمی تہوار کے طور پر منایا جاتا تھا مگر 1750ء کے ایک واقعہ کے بعد اس کی حیثیت ہندواور سکھ آبادیوں کے نقطہ نظر سے یکسر بدل گئی۔اسے ایک گستاخِ رسول ہندو حقیقت رائے باکھل پوری کی یاد کے طور پر منایا جانے لگا اور لاہور میں اس کی ایک یادگار بھی تعمیر کی گئی۔ ایک ہندو مؤرخ بی ایس نجار نے اپنی کتاب ''پنجاب آخری مغل حکمرانوں کے دور میں'' میں لکھا ہے: ''حقیقت رائے باکھ مل پوری سیالکوٹ کے ایک ہندو کھتری کا اکلوتا لڑکا تھا[اس کی ماں ایک سکھ خاندان سے تعلق رکھتی تھی]۔ حقیقت رائے نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان میں انتہائی گستاخانہ اور نازیبا الفاظ استعمال کیے۔اس جرم پر حقیقت رائے کو گرفتار کرکے عدالتی کارروائی کے لیے لاہور بھیجا گیا جہاں [عدالت کی طرف سے] اسے سزائے موت کا حکم سنا دیا گیا۔

اس واقعے سے پنجاب کے ہندوؤں کو شدید دھچکا لگا اور کچھ ہندو افسر سفارش کے لیے اس وقت کے پنجاب کے گورنر زکریا خان (1707ء تا1759ء) کے پاس گئے کہ حقیقت رائے کو معاف کردیا جائے لیکن زکریا خان نے کوئی سفارش نہ سنی اور سزائے موت کے حکم پر نظر ثانی کرنے سے انکار کردیا۔لہٰذا اس گستاخ رسول کی گردن اڑادی گئی۔اس پر ہندوؤں میں صف ماتم بچھ گئی۔ہندوؤں نے حقیقت رائے کی ایک مڑھی (یادگار) قائم کی جو کوٹ خواجہ سعید (کھوجے شاہی) لاہور میں واقع ہے اور اب یہ جگہ ''باوے دی مڑھی'' کے نام سے مشہور ہے۔اس مقام پر ایک ہندو رئیس کالورام نے حقیقت رائے کی یاد میں اس کی موت کے دن کو ایک میلے کی شکل دی اور ہر سال بہار کے موسم میں بسنت میلے کا آغاز کیا۔ پنجاب کا بسنت میلہ اسی حقیقت رائے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔''(Punjab under the later Mughals مصنف بی ایس نجار صفحہ نمبر 279، بحوالہ غیر مسلم تہوار از تفضیل احمد ضیغم، ناشر مکتبہ اہلحدیث فیصل آباد،ص38)

اس سے یہ معلوم ہوا کہ مغلوں کے زوال اور سکھوں کے پنجاب پر قبضے کے بعد ہندواور سکھ انتہا پسندوں نے بسنت کو ایک نیا رخ دیا اور گستاخ رسول کو ہیرو بنا کر (باقی صفحہ نمبر15 پر)

نئی مطبوعات



تبصرہ کیلئے کتاب کے دو نسخے ارسال کریں/متنازعہ اور فرقہ وارانہ کتب پر تبصرہ شائع نہیں کیا جاتا

سہ ماہی **انوار رضا** جوہر آباد

حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نمبر

ملک کے مایہ ناز قلم کار ملک محبوب الرسول قادری کی زیر ادارت انوار رضا کا یہ خاص نمبر برصغیر میں تاریخ تصوف کے ہزار سالہ روشن باب حضرت علی بن عثمان الہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں نظم ونثر کا حسین امتزاج ہے۔جس میں آپ کے افکار و نظریات ابلاغ دین،تدریسی و تصنیفی خدمات،فیوض و برکات،روحانی مقام ومرتبہ پر ایمان افروز علمی و تحقیقی مضامین شامل کیے گئے ہیں۔بلاشبہ حضور داتا گنج بخش علی بن عثمان الہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات برصغیر پاک و ہند میں دینی اشاعت میں ایک مینارہ نور رہے آپ کے در سے آرزوؤں اور مرادوں کی جھولیاں عوام الناس بھر بھر لے جاتے ہیں اور گزشتہ ایک ہزار سال سے عوام وخاص آپ کے در سے مسلسل فیوض وبرکات حاصل کررہے ہیں اگر خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ آتے ہیں تو فرماتے ہیں۔گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا۔۔۔۔ناقصاں راپیر کامل کاملاں را رہنما۔واقعی آپ دین مصطفوی کے پیامبر ہیں بتکدہ ہندوستان میں دین کی شمع روشن کرنے والے آپ ہی ہیں۔انوار رضا کا یہ خاص نمبر 720 صفحات پر مشتمل ہے اور موجودہ شمارہ کی قیمت صرف 1000 روپے ہے جو اس دور میں ایسے تحقیقی مجلے کی نہایت مناسب قیمت ہے۔منگوانے کیلئے انٹرنیشنل غوثیہ فورم زاویہ قادریہ سیدنا غوث اعظم سٹریٹ (نزد چونگی نمبر 1) جوہر آباد 41200 رابطہ فرمائیں۔

فون نمبر 0321-9429027

قرآنی آیات کا آسان خلاصہ

(سوال وجواب کی صورت میں)

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے 380 صفحات کی اس کتاب میں قرآنی آیات کا خلاصہ سوال وجواب کی صورت میں دیا گیا ہے اور اسکی مرتبہ فیروزہ سعید ہیں جو ملک اور ملک سے باہر بھی تعلیم وتدریس سے وابستہ رہیں اور مرتے دم تک یہ خواہش تھی کہ ہمارے وہ لوگ جو قرآن پاک کو صرف زبانی یاد کرلیتے ہیں اور تلاوت کرتے ہیں لیکن قرآن پاک کے احکام ومقاصد سے واقفیت نہیں رکھتے ان کیلئے آسان پیرائے میں تمام سورتوں کی چیدہ آیات کا خلاصہ پیش کیا جائے تاکہ ایک عام قاری بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکے۔انہوں سے مسودہ مرتب کیا لیکن ان کی زندگی میں یہ شائع نہ ہوسکا اب ان کے شوہر سعید احمد صدیقی اور ان کی پیاری بیٹی عنبرین حسن نے اس کو کتابی صورت میں شائع کیا ہے اور اس پر احسان یہ کہ انہوں نے یہ کتاب مرحومہ کے ایصال ثواب کیلئے مفت تقسیم کی ہے۔آج کے الحاد ولادینی کے دور میں مسلمانوں کو اس سے استفادہ کرنا چاہیے۔تاکہ باآسانی قرآنی پیغام کو سمجھ سکیں۔کتاب زم زم پبلشر پاکستان چوک کراچی نے شائع کی ہے۔منگوانے کیلئے فون نمبر 0333-2355120 پر ایس ایم ایس کریں۔

حضور ﷺ کی نماز

حضرت مولانا نور المصطفیٰ رضوی اس کتاب کے مرتب ومولف ہیں آپ نے اس کتاب میں آقا کریم ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز کے بارے میں مسائل دلائل کیساتھ بالکل آسان پیرائے میں صرف 112 صفحات میں سمو دیے ہیں تاکہ ایک کم پڑھا لکھا شخص بھی اپنی نماز درست کرسکے آپ کا کہنا ہے کہ اپنی نمازوں کو درست کیجیے اور دوسروں کو سچا نمازی بنائیے۔نماز دین کا ستون ہے اور اس کی ادئیگی فرمان رسول ﷺ اور طریق نبوی پر ہونا چاہیئے کتاب کی ایک ایک سطر اسلامی تحقیق کا نادر نمونہ ہے۔حضرت مولانا نور المصطفیٰ رضوی نے یہ کتاب لکھ کر احسان عظیم فرمایا ہے جس کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ عام پڑھنے والوں کو نماز کا درست طریقہ آجائے اور دوسرا یہ کہ اولیا کرام رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے برصغیر پاک وہند میں اسلام وقرآن کے انوار پھیلائے ان کے نماز پڑھنے کے طریقے کے بارے میں بھی آگاہی ہو سکے۔تمام خوبیوں کے باوجود ہدیہ صرف 100 روپے ہے ہر گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔رابطہ کیلئے درگاہ ابوالفیض محدث ابدالوی خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ پوسٹ کوڈ 39560

منڈیلا کے دیس میں

سچے جذبوں کے حساس شاعر ونثر نگار کھاریاں جیسے پسماندہ شہر کے سپوت ادبی تنظیم قلم قافلہ کے روح رواں دیس دیس کی سیر کرنے والے گل بخشالوی ایک روشن ستارہ سیاسی ابتلا کے دور میں جلا وطن رہے ان کا ایک بیٹا جنوبی افریقہ میں بسلسلہ ملازمت ہے جسے ملنے کیلئے گئے اس دوران انہوں نے منڈیلا کے دیس کو قریب سے دیکھا اور اپنی یادوں کو سپرد قلم کردیا وہاں قیام کے دوران ایک بڑے دینی ادارے کے سربراہ حضرت مفتی ایم اے ہزاروی کا انٹرویو بھی کیا اور اپنے شب وروز کے بارے میں اس کتاب میں خوب اظہار خیال کیا یہ سفرنامہ مرتب کرکے اپنی یادوں کو ہمیشہ کیلئے محفوظ کردیا ہے یہ سفرنامہ پڑھ کر لگتا ہے کہ ہم بھی گل بخشالوی کیساتھ جنوبی افریقہ کی سیر کررہے ہیں۔کتاب 100 صفحات پر مشتمل ہے اور مضبوط جلد کیساتھ پاکستان میں قیمت 500 روپے ہے۔ناشر:قلم قافلہ پاکستان کھاریاں ضلع گجرات۔

Monthly **SABEEL-E-HIDAYAT** Lahore

Published by BAZAM-E-NIDA-E-MUSLIM Pakistan Head Office:8/3-B-1 Township Lahore 54770

Grace FORT EVENT COMPLEX



- خدمت کے 16 سال کا تجربہ نئے انداز سے
- کشادہ ہالز نئے سامان کے ساتھ اعلیٰ سروس
- راؤنڈ ٹیبل پر کھانا سروس کی منفرد سہولت
- ہمدرد چوک سے نزد سوک سنٹر کی آئیڈیل لوکیشن
- وسیع پارکنگ
- مستعد با اخلاق عملہ
- ائیر کنڈیشنڈ ہال
- معیار اور مقدار کی ضمانت کے ساتھ

زیرِ سرپرستی

پیرِ طریقت علامہ مولانا

ذوالفقار مصطفیٰ ہاشمی قادری مدظلہ

خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ بریلی شریف





Grace Fort Event Complex

ZULFIQAR.MUSTAFA@YAHOO.COM

0333-4418076 0304-4444012 042-35233441

18-CIVIC CENTRE NEAR HAMDARD CHOWK TOWN SHIP LAHORE